﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 18 — جمعۃ المبارک 22/اپریل 2011ء — شمارہ 16

18/جمادی الاوّل 1432 ہجری قمری — 22/شہادت 1390 ہجری شمسی

اسلام کی حقیقت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خوب یاد رکھو کہ نِرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اُس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوعِ انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔

تقویٰ کیا ہے؟ نفسِ امّارہ کے برتن کو صاف کرنا۔ نفس امّارہ والے انسان اور دوسرے بہائم میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ مگر لوّامہ والے کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ گناہ تو اس سے بھی سرزد ہوتے رہتے ہیں مگر وہ نفس کو ملامت بھی کرتا رہتا ہے اور اس تدبیر اور کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے گناہ سے نجات مل جائے۔ وہ حالت جنگ میں ہے جس میں کبھی نفس غالب، کبھی وہ۔ مگر نفس مطمئنّہ کی حالت وہ حالت ہے جب ساری لڑائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور کامل فتح ہو جاتی ہے۔

”تقویٰ کے معنے ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ مَیں نیک ہوں اس لئے کہ مَیں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو۔ بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوعِ انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129) یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔

یہ خوب یاد رکھو کہ نِرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اُس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا، خون نہیں کیا، چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں مارا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق ووفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا یا نوعِ انسان کی کوئی خدمت نہیں کی اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہوگا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکوکاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بدچلنیاں ہیں۔ صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔ بدچلنی کرنے والے، چوری یا خیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کے لئے عادت اللہ میں ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے۔ وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پا لیتا۔ یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔

تقویٰ ادنیٰ مرتبہ ہے اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جاوے تا کہ اس میں اعلیٰ درجہ کا لطیف کھانا ڈالا جائے۔ اب اگر کسی برتن کو خوب صاف کر کے رکھ دیا جائے لیکن اس میں کھانا نہ ڈالا جائے تو کیا اس سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وہ خالی برتن طعام سے سیر کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح پر تقویٰ کو سمجھو۔ تقویٰ کیا ہے۔ نفسِ امّارہ کے برتن کو صاف کرنا“۔

{”البدر میں ہے: تقویٰ تو صرف نفس امّارہ کے برتن کو صاف کرنے کا نام ہے اور نیکی وہ کھانا ہے جو اس میں پڑنا ہے اور جس نے اعضاء کو قوت دے کر انسان کو اس قابل بنانا ہے کہ اس سے نیک اعمال صادر ہوں اور وہ بلند مراتب قُربِ الٰہی کے حاصل کر سکے“۔ (البدر جلد 3 نمبر 3 صفحہ 3)}

”نفس کو تین قسم پر منقسم کیا ہے نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ اور نفسِ مطمئنّہ۔ ایک نفس زکیّہ بھی ہوتا ہے مگر وہ بچپن کی حالت ہے جب گناہ ہوتا ہی نہیں۔ اس لئے اس نفس کو چھوڑ کر بلوغ کے بعد تین نفسوں ہی کی بحث کی ہے۔ نفسِ امّارہ کی وہ حالت ہے جب انسان شیطان اور نفس کا بندہ ہوتا ہے اور نفسانی خواہشوں کا غلام اور اسیر ہو جاتا ہے۔ جو حکم نفس کرتا ہے اس کی تعمیل کے واسطے اس طرح تیار ہو جاتا ہے جیسے ایک غلام دست بستہ اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ اس وقت یہ نفس کا غلام ہو کر جو وہ کہے یہ کرتا ہے۔ وہ کہے خون کر تو یہ کرتا ہے۔ زنا کہے، چوری کہے، غرض جو کچھ بھی کہے سب کیلئے تیار ہوتا ہے۔ کوئی بدی، کوئی برا کام ہو جو نفس کہے یہ غلاموں کی طرح کر دیتا ہے۔ یہ نفسِ امّارہ کی حالت ہے اور یہ وہ شخص ہے جو نفسِ امّارہ کا تابع ہے۔

اس کے بعد نفسِ لوّامہ ہے۔ یہ ایسی حالت ہے کہ گناہ تو اس سے بھی سرزد ہوتے رہتے ہیں مگر وہ نفس کو ملامت بھی کرتا رہتا ہے اور اس تدبیر اور کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے گناہ سے نجات مل جائے۔ جو لوگ نفسِ لوّامہ کے ماتحت یا اس حالت میں ہوتے ہیں وہ ایک جنگ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ یعنی شیطان اور نفس سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفس غالب آ کر لغزش ہو جاتی ہے اور کبھی خود نفس پر غالب آ جاتے اور اس کو دبا لیتے ہیں۔ یہ لوگ نفسِ امّارہ والوں سے ترقی کر جاتے ہیں۔ نفسِ امّارہ والے انسان اور دوسرے بہائم میں کوئی فرق نہیں ہوتا جیسے کُتّا، بلّی جب کوئی برتن ننگا دیکھتے ہیں تو فوراً جا پڑتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ وہ چیز اُن کا حق ہے یا نہیں۔ اسی طرح پر نفسِ امّارہ کے غلام انسان کو جب کسی بدی کا موقعہ ملتا ہے تو فوراً اُسے کر بیٹھتا ہے اور تیار رہتا ہے۔ اگر راستہ میں دو چار روپے پڑے ہوں تو فی الفور اُن کے اُٹھانے کو تیار ہو جائے گا اور نہیں سوچے گا کہ اس کو اُن کے لے لینے کا حق ہے یا نہیں۔ مگر لوّامہ والے کی یہ حالت نہیں۔ وہ حالت جنگ میں ہے جس میں کبھی نفس غالب، کبھی وہ، ابھی کامل فتح نہیں ہوئی۔ مگر تیسری حالت جو نفسِ مطمئنّہ کی حالت ہے یہ وہ حالت ہے جب ساری لڑائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور کامل فتح ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اس کا نام نفسِ مطمئنّہ رکھا ہے یعنی اطمینان یافتہ۔ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر سچا ایمان لاتا ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ واقعی خدا ہے۔ نفسِ مطمئنّہ کی انتہائی حد خدا تعالیٰ پر ایمان ہوتا ہے کیونکہ کامل اطمینان اور تسلّی اسی وقت ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہو“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 502 تا 504۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(خطاب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرمودہ 28/دسمبر 1927ء برموقع جلسہ سالانہ)

(چھٹی قسط)

(4) انبیاء کے متعلق جن غلطیوں میں مسلمان مبتلا تھے ان میں سے چوتھے نمبر پر وہ غلطیاں ہیں جو خصوصیت سے حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق پیدا ہورہی تھیں۔ مسیح کی ذات ایک نہیں متعدد غلطیوں کی آماجگاہ بنادی گئی تھی۔ اور پھر تعجب یہ کہ ان کے متعلق مختلف اقوام غلط خیالات میں پڑی ہوئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب غلطیوں کو دور کیا۔

سب سے پہلی غلطی حضرت مسیحؑ ناصری کی پیدائش کے متعلق تھی۔ مسلمان بھی اور دوسرے لوگ بھی اس غلطی میں مبتلا تھے کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش انسانی پیدائش سے بالاقسم کی پیدائش تھی۔ اوران کا روح اللہ اور کلمۃ اللہ سے پیدا ہونا اپنی مثال آپ ہی تھا۔ اس خیال سے بڑا شرک پیدا ہو گیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق فرمایا کہ سب انبیاء میں روح اللہ تھی اور سب کلمۃ اللہ تھے۔ حضرت مسیحؑ پر چونکہ اعتراض کیا جاتا تھا اور انہیں نَعُوذُ بِاللّٰہِ ولدالزنا کہا جاتا تھا اس لئے ان کی بریت کے لئے ان کے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے گئے ورنہ سارے نبی روح اللہ اور کلمۃ اللہ تھے۔ قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کے کفر کا انکار کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا مَاکَفَرَ سُلَیْمٰنُ۔ (البقرۃ: 103) اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ صرف حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا تھا باقی سب انبیاء نے کیا تھا۔ ان کے کفر کے انکار کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان پر کفر کا الزام لگایا گیا تھا اس لئے ان کے متعلق الزام کو ردّ کیا گیا۔ دوسرے انبیاء کے متعلق چونکہ اس قسم کا الزام نہیں لگا تھا اس لئے ان کے متعلق کفر کی نفی کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

یہی حال حضرت مسیح علیہ السلام کا تھا جن کے متعلق یہود کا الزام تو الگ رہا، بڑے بڑے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ وہ (نَعُوذُ بِاللّٰہِ) ولدالزنا تھے۔ مگر اس میں ان کا کیا قصور تھا۔ چنانچہ ٹالسٹائے جو ایک بہت مشہور عیسائی ہوا ہے۔ اس نے مفتی محمد صادق صاحب کو لکھا کہ اور تو مرزا صاحب کی باتیں معقول ہیں لیکن مسیح کو بن باپ قرار دینا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر اس کی وجہ مسیح کو پیدائش کے داغ سے بچانا ہے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی پیدائش میں خداوند کا کیا قصور تھا۔ غرض یہود چونکہ آپ کی پیدائش پر الزام لگاتے تھے کہ وہ شیطانی تھی اور خود مسیحیوں میں سے بعض نے آئندہ ایسا کرنا تھا، اس لئے خداتعالیٰ نے ان کی براءت کے لئے فرمایا کہ ان کی پیدائش روح اللہ سے تھی۔ کسی گناہ کا نتیجہ نہ تھی اور کسی ایسے فعل کا نتیجہ نہ تھی جو خدا کی شریعت کے خلاف ہو بلکہ کلمۃ اللہ کے مطابق تھی۔ پس روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے الفاظ سے مسیح کی پیدائش کا ذکر کرنا تعظیماً نہیں بلکہ اس کی براءت کے لئے ہے۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم مسیح کی پیدائش کو قانون قدرت سے بالا سمجھیں۔ ایسی پیدائش اَور انسانوں میں بھی ہوسکتی ہے اور حیوانوں میں تو یقیناً ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کیوں خداتعالیٰ نے انہیں بلا باپ پیدا کیا؟ باپ سے ہی کیوں نہ پیدا کیا۔ تو اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیا کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق بنی اسرائیل میں سے متواتر انبیاء آرہے تھے۔ جب ان کی شرارت حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے مسیح کی پیدائش کے ذریعہ سے انہیں آخری بار تنبیہہ کی اور بتایا کہ اب تک ہم معاف کر کے تمہارے اندر سے نبی بھیجتے رہے ہیں۔ مگر اب ہم ایک انسان کو بھیجتے ہیں جو ماں کی طرف سے بنی اسرائیل ہے اور باپ کی طرف سے نہیں۔ اگر آئندہ بھی باز نہ آؤ گے تو ایسا ہی آئے گا جو ماں باپ دونوں کی طرف سے غیر اسرائیلی ہوگا۔ چنانچہ جب بنی اسرائیل نے اس تنبیہ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور شرارت میں بڑھتے گئے تو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو کلّی طور پر بنی اسرائیل سے جُدا تھے۔ پس حضرت مسیحؑ کی بے باپ پیدائش بطور رحمت کے نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے لئے بطور انذار تھی۔ چنانچہ اس کا انجام یہی ہوا۔

دوسری غلطی مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق یہ لگی ہوئی تھی کہ مسلمان خیال کرتے تھے کہ صرف حضرت مسیح اور ان کی ماں مسِّ شیطان سے پاک تھیں۔ اَور کوئی انسان ایسا نہیں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق بتایا کہ کُل انبیاء بلکہ مومن بھی مس شیطان سے پاک ہوتے ہیں۔ چنانچہ مومنوں کو حکم ہے کہ جب وہ بیوی کے پاس جائیں تو یہ دعا پڑھا کریں۔ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا۔ (بخاری کتاب الوضوء باب التسمیۃ علی کل حال وعندالوقاع) اے اللہ! مجھے بھی شیطان سے بچا اور میری اولاد کو بھی بچا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو بچہ پیدا ہوگا اسے شیطان مس نہ کرے گا۔ یہ گُر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسِّ شیطان سے اولاد کو محفوظ رکھنے کا بتایا ہے۔ پس جب امت محمدیہؐ کے افراد بھی مسِّ شیطان سے پاک ہوسکتے ہیں تو انبیاء اور خصوصاً سیّدِ وُلدِ آدم کیوں محفوظ نہ ہوں گے۔ آپ نے بتایا کہ حدیثوں میں جو یہ آیا ہے کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ مسِّ شیطان سے پاک تھیں تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ حضرت مسیح پر ولدالزنا ہونے کا الزام لگایا جاتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ وہ مسِّ شیطان سے پاک تھے یعنی ان کی پیدائش شیطانی نہ تھی۔ پس حدیث میں جو ان کے پاک ہونے کا ذکر آتا ہے اس سے مراد مسیح اور ابن مریم کی طرح کے لوگ ہیں نہ کہ صرف حضرت مسیح اور حضرت مریم۔ چنانچہ ان دونوں ناموں کو سورۃ تحریم میں بطور مثال بیان بھی کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی یہ اصطلاح ہے کہ وہ مومنوں کے ایک گروہ کا نام مسیح اور دوسرے کا مریم رکھتا ہے۔

(3) تیسری غلطی حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کے متعلق لگی ہوئی تھی۔ مثلاً لوگ کہتے تھے حضرت مسیح نے مُردے زندہ کئے، وہ پرندے پیدا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان غلطیوں کو بھی دور فرمایا اور بتایا کہ خداتعالیٰ اپنی صفات کسی کو نہیں دیتا۔ قرآن کریم میں صاف الفاظ میں بیان ہے کہ مردے زندہ کرنا اور پیدا کرنا صرف اسی کا کام ہے۔ اور مُردے زندہ کرنے کے متعلق تو وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ اس دنیا میں وہ مُردے زندہ کرتا ہی نہیں۔ پس یہ خیال کرنا کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے فی الواقع مُردے زندہ کئے یا جانور پیدا کئے، شرک ہے اور ہرگز درست نہیں۔ ہاں انہوں نے روحانی طور پر ایسی باتیں کیں یا علم الترب کے ذریعہ سے بعض نشانات دکھائے یا یہ کہ ایسے لوگ ان کی دعا سے اچھے ہوئے جو قریب المرگ تھے۔

(4) چوتھی غلطی لوگوں کو حضرت مسیحؑ کی تعلیم کے متعلق یہ لگی ہوئی تھی کہ سمجھا جاتا تھا کہ ان کی تعلیم سب سے اعلیٰ اور بہت مکمل ہے۔ حضرت مسیح نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی تیرے ایک گال پر تھپڑ مارے تو تُو دوسرا بھی پھیر دے، یہ کمال حلم کی تعلیم ہے اور اس سے بڑھ کر اخلاقی تعلیم ہو ہی نہیں سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تعلیم ایک وقت اور ایک قوم کیلئے تو اچھی ہوسکتی تھی لیکن ہر وقت اور ہر قوم کے لئے یہ تعلیم ہرگز اچھی نہیں۔ اس لئے سب سے کامل تعلیم نہیں کہلاسکتی۔ اس تعلیم کی اصل وجہ یہ تھی کہ یہود میں بہت سختی پیدا ہوگئی تھی اور وہ بڑے ظلم کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کے ذریعہ سے ان کو انتہائی درجہ کی نرمی کی تعلیم دی تا کہ ان کی خشونت کم ہو، ورنہ اس تعلیم پر ہر موقع پر ہرگز عمل نہیں ہوسکتا۔

اس موقع پر مجھے مصر کا ایک واقعہ یاد آ گیا ہے۔ کہتے ہیں ایک پادری صاحب وعظ کیا کرتے تھے دیکھو مسیح نے کیسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ وہ کہتے ہیں اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔ ایک دن مجمع میں سے ایک مصری نے نکل کر پادری صاحب کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کر دیا۔ پادری صاحب اس پر بہت غصے ہوئے اور اسے مارنے کے لئے آگے بڑھے۔ اس مصری مسلمان نے کہا کہ مسیح کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے تو تمہیں دوسرا گال بھی میری طرف پھیرنا چاہیئے تھا تا کہ میں اس پر بھی طمانچہ ماروں۔ پادری صاحب نے جواب دیا کہ نہیں اس وقت مسیح کی تعلیم پر نہیں بلکہ اسلام کی تعلیم پر عمل کروں گا، ورنہ تم لوگ بہت دلیر ہو جاؤ گے۔ پس جیسا کہ عقل بتاتی ہے اور جیسا کہ مسیحی لوگوں کا طریق عمل بتاتا ہے اس تعلیم پر ہمیشہ عمل نہیں ہوسکتا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت کیا کہ حضرت مسیح کی تعلیم نامکمل ہے اور اس پر ہر وقت اور ہر زمانہ میں عمل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے مقابلہ میں آپ نے بتایا کہ قرآن کی تعلیم کامل ہے اور ہر زمانہ اور ہر وقت کے لئے ہے۔

(5) پانچویں غلطی حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے متعلق تھی جس میں مسلمان اور یہود اور عیسائی سب مبتلا تھے۔ مسلمان کہتے تھے یہود نے حضرت مسیح کی بجائے کسی اور کو صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ اور انہیں خدا نے آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ یہود اور عیسائی کہتے تھے کہ حضرت مسیح کو ہی صلیب پر لٹکا کر مار دیا گیا تھا۔

مسلمانوں کے خیال کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح ردّ کیا کہ فرمایا حضرت مسیح کی بجائے کسی اور کو صلیب پر لٹکانا صریح ظلم تھا۔ اور اگر اس شخص کی مرضی سے لٹکایا گیا تھا تو اس کا ثبوت تاریخ میں ہونا چاہیئے۔ پھر اگر مسیح کو خدا نے آسمان پر اٹھا لینا تھا تو کسی اور غریب کو صلیب پر چڑھانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ پس یہ غلط ہے کہ مسیح کی جگہ کسی اور کو صلیب پر لٹکایا گیا اور یہ بھی کہ انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

دوسری طرف آپ نے یہود اور مسیحیوں کی بھی تردید کی کہ مسیح صلیب پر مر گیا تھا اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح کو صلیب سے زندہ اتار لیا گیا تھا اور اس طرح خدا نے ان کو لعنتی موت سے بچا لیا۔

اب دیکھو انیس سو سال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس واقعہ کی اصل حقیقت کا پتہ لگانا کتنا بڑا کام ہے۔ خصوصاً جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کے صلیب پر سے زندہ اترنے کے ثبوت آپ نے خود انجیل سے ہی دیئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت مسیح سے ایک دفعہ علماء وقت نے نشان طلب کیا تھا تو اس نے انہیں جواب میں کہا:

”اس زمانہ کے بُرے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔“

(متی باب 12آیت 39، 40 برٹش اینڈفارن بائبل سوسائٹی لاہور مطبوعہ 1943ء)

تورات سے ثابت ہے کہ حضرت یونسؑ تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے اور پھر زندہ ہی نکلے تھے۔ پس ضروری تھا کہ حضرت مسیح ناصری بھی صلیب کے واقعہ کے موقع پر زندہ ہی قبر میں داخل کئے جاتے اور زندہ ہی نکلتے۔ پس یہ خیال کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مرگئے تھے انجیل کے صریح خلاف ہے اور خود مسیح کی تکذیب اس سے لازم آتی ہے۔

عیسائیت کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اتنا بڑا حربہ ہے کہ آپ کے کام کی عظمت ثابت کرنے کے لئے اکیلا ہی کافی ہے۔ مگر آپ نے اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ آپ نے تاریخ سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح ناصری واقعہ صلیب کے بعد کشمیر آئے اور وہاں آ کر فوت ہوئے۔ گویا ان کی سب زندگی کو پردہ اخفاء سے نکال کر ظاہر کر دیا۔

(6) چھٹی غلطی حضرت مسیح کی زندگی اور دوبارہ آنے کے متعلق تھی۔ اس غلطی کو بھی آپ نے ظاہر کیا اور بتایا کہ اس میں خداتعالیٰ کی ہتک ہے کہ وہ اپنے کام کے لئے ایک پرانا آدمی سنبھال کر رکھ چھوڑے اور نیا آدمی نہ بنا سکے۔ کیا جو صبح کی باسی روٹی رکھ کر شام کو کھائے اسے امیر کہا جائے گا؟ یہ باسی روٹی رکھنے والے کی امارت نہیں بلکہ غربت کا ثبوت ہوگا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کو زندہ رکھا ہوا ہے تا کہ ان کے ذریعہ امتِ محمدیہ کی اصلاح کرے۔ ان کے کہنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ سے حضرت عیسیٰ جیسا انسان اتفاقاً بن گیا تھا جسے اس نے سنبھال کر رکھا ہوا ہے کہ جب دنیا میں فتنہ ہوگا تو اسے نازل کرے گا۔ مگر یہ غلط ہے۔ جس طرح امیروں کا یہ کام ہوتا ہے کہ جو روٹی بچ رہے اسے غریبوں میں بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے وقت نیا کھانا تیار کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ہر زمانہ کے مطابق نئے بندے پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو سنبھال کر زندہ رکھنا ہوتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسان کو زندہ رکھتا مگر آپؐ تو فوت ہو گئے۔ کیا دنیا میں کوئی انسان ایسا ہے جو عمدہ دوا کو تو پھینک دے اور ادنیٰ دوا کو سنبھال کر رکھ چھوڑے اور پھر خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ کو کیوں زندہ رکھا۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ رکھنے اور امتِ محمدیہؐ کی اصلاح کے لئے بھیجنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے بڑے معلّم تھے اور آپؐ کا کام اعلی درجہ کے شاگرد پیدا کرنا تھا۔ مگر کہا یہ جاتا ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ امت محمدیہ میں فتنہ پیدا ہوگا، اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کوئی ایسا شاگرد نہ پیدا کرسکیں گے جو اس فتنہ کو دور کرسکے مگر حضرت عیسیٰؑ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت میں سے تھے، اس کام کے لئے لائے جائیں گے۔ نیز اس عقیدہ میں امت محمدیہ کی بھی ہتک ہے۔ کیونکہ اس سے

باقی صفحہ13 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر141

مکرم ماجد حمید الفرطوسی صاحب

تعارف اور سابقہ عقائد

مکرم ماجد حمید الفرطوسی صاحب لکھتے ہیں:

مَیں عراق سے ہوں، بیعت سے قبل میرا تعلق اہل تشیع کے اثناعشری فرقہ سے تھا۔دیگر اثناعشریوں کی طرح میرا بھی یہی خیال تھا کہ ہم اہل حق ہیں اور ہمارا طرز عمل ہی درست طریق اسلام کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔ میرا یہ بھی ایمان تھا کہ امام مہدی علیہ السلام جو کہ شیعوں کے بارھویں امام ہیں وہ معجزانہ طور پر غائب ہیں اور آخری زمانہ میں ان کا ظہور بھی اعجازی رنگ میں ہی ہوگا جب وہ زمین کو قسط وعدل سے بھر دیں گے۔ مجھے اپنے عقائد کے بارہ میں بھی خاصی خوش فہمی تھی۔مَیں خود کو بعض غلط تصرفات کی یہ کہہ کر اجازت دے دیتا تھا کہ میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہی میرے لئے جنت کی ضمانت ہے۔اور کبھی یہ خیال تک نہ گزرا تھا کہ یہ غلطیاں گناہ ہیں جو خدا کی ناراضگی کا موجب اور اس کے عتاب کا مستوجب بنانے والے ہیں۔اپنے اردگرد کج رَو اور گمراہوں کی کثرت میرے اندر یہ احساس پیدا کرتی تھی کہ میری حالت تو بہت بہتر ہے۔الغرض باوجود گمراہی کے مَیں خود کو بڑا صالح سمجھتا تھا۔

امام مہدی کے متعلق روایات

چونکہ میرے اور میرے جیسے اور بے شمار لوگوں کے دل میں یہ خیال بڑی قوت کے ساتھ راسخ ہو چکا تھا کہ امام مہدی کا ظہور خارق عادت طریق پر ہوگا اور ہر چیز بدل جائے گی اس لئے ظہور امام مہدی کے متعلق جو کچھ بھی روایات میں آیا ہے اس کے ظاہری طور پر پورا ہونے کے بارہ میں کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ان روایات میں یہ بھی کہا جاتا تھا کہ ظہورِ امام مہدی کے وقت زمانہ یکسر بدل جائے گا اور بہت سے خوارق ظاہر ہوں گے جن میں ایک یہ ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ اسلحہ ناپید ہو جائے گا اور جنگ وجدل میں تلوار ہی بنیادی ہتھیار رہ جائے گا۔نیز یہ کہ امام مہدی ظہور فرما کر مسلمان علماء سے انتقام لیں گے اور ان کو قتل کر دیں گے، اور دیگر غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کردیں گے، وہ اپنی قوت وطاقت سے زمین میں عدل قائم کرنے کے ساتھ لوگوں میں اس قدر مال تقسیم کریں گے کہ اہل زمین میں سے کوئی شخص بھوکا نہ سوئے گا۔نیز اسرائیل کا زوال بھی مہدی کے ہاتھوں ہوگا۔ یہ اور اس قسم کی بے شمار روایات بظاہر کئی مقامات پر غیر معقولی رنگ لئے ہوئے تھیں لیکن جیسا کہ مَیں نے عرض کیا کہ امام مہدی کی خارق عادت غیوبت اور خارق عادت ظہور کے ساتھ ایسے امور کو ماننا بہت آسان تھا۔

ہمارے عقائد اور بعض تصرفات میں حد درجہ کا غلو، اور تعزیئے نکالنا اور یوم عاشور کی یاد میں بعض متشددانہ عقائد وغیرہ ایسے امور تھے جن کے پیش نظر کبھی کبھی مجھے یہ خیال گزرتا کہ امام مہدی اہل سنت جماعت میں سے ہوگا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ امام مہدی کے متعلق روایات کے نفس مضمون کے برعکس میری سوچ وفکر یہی کہتی تھی کہ امام مہدی کو ایک معتدل مزاج، رحمدل اور حکیمانہ سوچ رکھنے والی شخصیت ہونا چاہئے۔

قبل از بیعت

جماعت سے تعارف سے قبل کا ایک واقعہ میرے لئے ناقابل فراموش ہے۔یہ اس وقت کی بات ہے جب ایم ٹی اے کی نشریات ہاٹ برڈ پر تھیں اور تقریباً سارے پروگرام اُردو میں ہوتے تھے۔مَیں اکثر مختلف چینلز کو بدلتے ہوئے اس چینل سے بھی گزرتا اور کئی دفعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس پر دیکھتا۔آپ کی شخصیت مجھے رکنے پر مجبور کردیتی لیکن مجھے کچھ سمجھ نہ آتا تھا۔مَیں سوچتا تھا کہ نہ جانے یہ کون ہیں اور اس وقت کس موضوع پر بات کر رہے ہیں۔گوکہ یہ بات شاید کسی کے لئے بڑی معمولی ہو لیکن مَیں آج بھی یاد کرتا ہوں تو بہت دکھ محسوس کرتا ہوں کہ مَیں نے کیوں اتنا وقت اس نعمت سے محرومی میں گزار دیا اور اس بارہ میں تحقیق نہ کی۔

جماعت سے تعارف

میرا جماعت سے تعارف ایک دوست کے ذریعہ ہوا۔مَیں اس کے گھر پر تھا جب اس نے مختلف چینل دیکھتے ہوئے ایک عربی چینل پر رک کر کہا کہ دیکھو اس چینل والوں کا دعویٰ ہے کہ امام مہدی ہندوستان میں ظاہر ہوگیا ہے۔اس وقت اس چینل پر خلفائے احمدیت کے اقوال اور ان کی سیرت سے متعلقہ بعض امور بیان ہورہے تھے۔میرے دوست نے پوچھا کہ کیا تمہارے خیال میں امام مہدی ہندوستان سے ہوسکتا ہے؟ مَیں نے کہا کہ ایسا ہونے کا احتمال تو موجود ہے۔مَیں اس کے گھر سے تو لوٹ آیا لیکن میرا دل ودماغ اسی چینل میں اٹکا ہوا تھا۔مَیں گھر آ کر دن رات اسی چینل کو دیکھنے اور اس پر نشر ہونے والے پروگرامز بالخصوص حضرت امام مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کے اقوال کو سننے لگا۔جوں جوں مَیں سنتا اور دیکھتا جاتا تھا میری پیاس بڑھتی جاتی تھی اور میرے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان پختہ ہوتا جاتا تھا۔پھر مجھے جماعت کی ویب سائٹ کا پتہ چلا تو مَیں نے مختلف کتب کا مطالعہ کیا۔ مجھے پتہ چلا کہ مختلف آیات ومعجزات اور بعض مشکل مسائل کے بارہ میں جماعت کا نقطۂ نظر عقل ومنطق کے مطابق اور حقیقت پر مبنی ہے۔ان امور کا مَیں اپنی تفاسیر کے ساتھ موازنہ کرتا تو زمین وآسمان کا فرق سامنے آتا۔ بہرحال اس تحقیق کے بعد مجھے پختہ یقین ہوگیا کہ جماعت احمدیہ ہی حقیقی رنگ میں اسلام کی نمائندہ جماعت ہے۔

پہلی کامیابی

گومَیں دل سے مطمئن ہو چکا تھا لیکن ابھی بیعت نہ کی تھی۔تاہم مَیں نے احمدی افکار کو پھیلانے اور جماعت کا دفاع کرنے کا سلسلہ شروع کردیا تھا۔ ابوتقی نامی میرا ایک دوست تھا جس کے ساتھ میں مختلف دینی مسائل کے بارہ میں گفتگو کیا کرتا تھا۔اسے محمد صادق الصدر کے تین اجزاء پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا ''موسوعة الإمام المهدي'' کی عبارات اور مختلف پیرے یاد تھے۔اس لئے وہ ہر بار مجھے زیر کر لیتا تھا۔ اس شخص کا تعلق شیعوں کی ایسی جماعت سے تھا جو امام مہدی کے استقبال کی تیاریاں کر رہی ہے اور ان کے اعتقاد کے مطابق اب امام مہدی کسی دن بھی ظاہر ہوسکتے ہیں۔احمدیت سے متاثر ہونے کے بعد مَیں نے اس سے دوبارہ گفتگو کا آغاز کیا۔کئی دن تک جاری رہنے والی اس گفتگو میں مختلف دلائل وبراہین اور احادیث پیش کی گئیں۔بالآخر ایک دن مَیں نے اس سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ امام مہدی آکر حضرت داؤد علیہ السلام کے طریق پر حکمرانی کرے گا اور بغیر کسی کی دلیل سنے محض اپنے علم کے مطابق فیصلے صادر کرے گا۔اس نے کہا یہ درست ہے۔مَیں نے عرض کیا کہ یہ تو اسلامی تعلیم کے مخالف ہے۔اس پر اس نے کہا کہ امام مہدی نئی کتاب لے کر آئے گا اور اس کے مطابق فیصلے کرے گا۔مَیں نے عرض کیا کہ اگر امام مہدی کوئی ایسی کتاب لے کر آیا جو قرآن کی مخالف ہوئی تو مَیں سب سے پہلے اس کے خلاف جنگ کرنے والوں میں سے ہوں گا۔نیز کہا کہ اگر ہم مرزا غلام احمد صاحب کو امام مہدی نہیں مانتے تو ہم ان یہود کے مشابہ ٹھہرتے ہیں جنہوں نے اپنے وقت کے نبی کو جھٹلا دیا۔ابوتقی نے تنگ آ کر کہا کہ کسی ہندی کو ماننے سے یہودی بننا ہی بہتر ہے۔

یہ پہلا موقعہ تھا جب مجھے محسوس ہوا کہ اس کے بڑے انسائیکلو پیڈیا میں میرے چھوٹے سے سوال کا کوئی جواب نہیں ہے۔

[خاکسار (محمد طاہر ندیم) عرض کرتا ہے کہ شیعوں کی حدیث کی کتاب ''الكافي للكليني'' نیز بعض دیگر کتب جیسے ''شرح الأخبار للقاضي النعمان'' اور ''الإرشاد للشيخ المفيد'' و''الغيبة للشيخ الطوسي''، وغیرہ میں امام مہدی کے متعلق بعض مبالغہ سے پُر روایات ملتی ہیں جن کو اگر درست قرار دیا جائے اور ان کو ظاہر پر محمول کیا جائے تو نہایت عجیب صورتحال پیدا ہوجاتی ہے۔ان میں سے بعض روایات میں یہ لکھا ہے کہ جب امام مہدی آئے گا تو حضرت داؤد اور آل داؤد کی طرز پر حکمرانی کرے گا۔اور اس کی وضاحت بعض شیعہ علماء یوں کرتے ہیں کہ امام مہدی اپنی خدا داد فراست اور علم سے معاملہ کی تہہ تک پہنچ جائے گا لہذا اسے مختلف قسم کے جھگڑوں میں لوگوں کی دلیلیں اور شہادتیں سننے کی ضرورت نہ ہوگی، جبکہ یہ طریق بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے مخالف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ تم اپنے جھگڑے میرے پاس لے کر آتے ہو اور شاید کوئی اپنی دلیل پیش کرنے میں دوسرے سے زیادہ چست ہو اور مَیں اس کے اس کہنے کے مطابق اس کے بھائی کے حق سے کچھ دلا دوں تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے پس وہ اسے نہ لے۔

علاوہ ازیں ان روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ امام مہدی نیا دین لے کر آئے گا، اور بعض میں ہے کہ نئی کتاب لے کر آئے گا۔جبکہ بعض روایات میں ہے کہ نئی سنت لے کر آئے گا۔

اب اگر ان روایات کو درست تسلیم کیا جائے اور ظاہر پر محمول کیا جائے تو ایسی صورتحال سامنے آتی ہے جو کسی مسلمان کے لئے بھی قابل قبول نہیں ہوگی۔ایسی ظاہری صفات والے امام مہدی کے ظہور پر ایمان رکھنے کا شیعوں کو کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو بہائیوں نے ان روایات سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔چونکہ بہائیوں کا دعویٰ ہے کہ بہائیت اسلام سے مختلف اور الگ نئی شریعت ہے اور بہائی دین اسلام کے بعد ایک نیا دین ہے، لہذا اسلام کے بعد کسی نئے دین کی آمد کو ثابت کرنے کیلئے وہ انہی شیعہ روایات کو پیش کرتے ہیں جن میں ذکر ہے کہ امام مہدی نیا دین اور نئی کتاب اور نئی سنت لے کر آئے گا۔بہرحال ظاہری طور پر تو کسی صورت ان امور کا پورا ہونا ممکن نہیں ہے۔ہاں اگر کہا جائے کہ نیا دین لانے سے مراد یہ ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت یہ حالت ہوگی جیسی کہ اس حدیث نبوی میں مذکور ہے کہ: لا يبقى من الإسلام إلا اسمه یعنی دین اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور اصل دین اور اس کی حقیقت سے لوگ ناآشنا ہو چکے ہوں گے اور امام مہدی صحیح اسلامی تعلیمات پیش کرے گا جو لوگوں کو بباعث ان تعلیمات سے دور ہونے کے بالکل نئی معلوم ہوں گی۔اسی طرح نئی کتاب لانے کا بھی یہ معنی ہوسکتا ہے کہ جب امام مہدی قرآن کریم کے احکام کی وضاحت کرے گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ تو کوئی نئی کتاب پیش کررہا ہے کیونکہ انہوں نے قرآن کریم پر اس قدر حاشیے چڑھا دیئے ہوں گے کہ اصل تعلیم حدیث نبوی 'قرآن کا صرف رسم الخط باقی رہ جائے گا' کے مطابق چھپ گئی ہوگی۔اور یہی بات نئی سنت پر چسپاں ہوتی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو تمام عیوب واعتراضات سے پاک کر کے پیش کرے گا حتی کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ کوئی نئی چیز ہے جسے قبل ازیں وہ نہیں جانتے تھے۔تو ان معنوں کے لحاظ سے یہ روایات قبول کی جاسکتی ہیں۔لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ ظاہری طور پر ایسا ہوگا کہ امام مہدی نیا دین اور نئی کتاب وسنت لے کر آئے گا تو یہ بات صریحاً خلاف قرآن وحدیث ہے۔]

رؤیا کے ذریعہ راہنمائی

واپس مکرم ماجد حمید صاحب کے بیان کی طرف لوٹتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ:

اسی عرصہ میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک مسجد میں ہوں اور اس کے ایک ستون کو سیدھا کر رہا ہوں۔جب مَیں اسے ٹھیک کر لیتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہ اتنا بڑا ہے کہ آسمان کی بلندیوں کو

چھوڑ رہا ہے۔ وہاں پر میرا بھائی بھی موجود ہے اور مَیں خواب میں ہی اس کے ساتھ دینی امور کے بارہ میں بحث کرتے ہوئے ابوتقی کے ساتھ ہونے والی گفتگو کا ذکر کر کے کہتا ہوں کہ کیا مکذّب ہونے سے مُصدّق ہونا بہتر نہیں ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مصدّق لوگوں کی تعریف اور مکذّبوں کے کردار کی مذمت فرمائی ہے۔

جب مَیں جاگا تو حیران رہ گیا کہ یہ ایک ایسی سادہ، عام فہم اور فطرتی دلیل تھی جسے مَیں نے کبھی استعمال نہ کیا تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس راہنمائی سے مَیں مزید قوت اور حوصلہ اور اعتماد کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔

بیعت اور شرائط بیعت

گو مَیں نے ابھی بیعت نہ کی تھی لیکن میرے خیالات اور بحث مباحثہ کی وجہ سے میرے اہل خانہ میرے مخالف ہو گئے، کیونکہ وہ اپنے شیعہ عقائد سے علیحدہ ہو کر کچھ سوچنے پر بھی راضی نہ تھے۔ میری بیوی میری سب سے بڑی مخالف بن گئی۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ میری بیوی نے رؤیا میں دیکھا کہ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم ہے جو حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف بیعت کرنے کیلئے ہاتھ بڑھائے کھڑے ہیں اور اس نے دیکھا کہ مَیں بھی ان کے درمیان بیعت کرنے کیلئے کھڑا ہوں۔ مجھے اس رؤیا کے ذریعہ ایک واضح پیغام مل گیا لہٰذا مَیں نے فروری 2010ء میں بیعت کر لی۔ جبکہ میری بیوی باوجود رؤیا دیکھنے کے اور باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے اقرار کے ابھی تک بیعت کرنے کا قدم اٹھانے سے قاصر رہی ہے۔

بیعت کے بعد مَیں نے شرائط بیعت کی پابندی کی کوشش شروع کر دی۔ مَیں نے اپنے نفس کے خلاف نہایت سخت رویہ اپنایا اور خدا کے خاص فضل سے بہت سی گندی عادات اور بے پرواہیاں ترک کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی طرح کئی گناہوں سے بھی چھٹکارا مل گیا۔ یہ سب کچھ خدا کے فضل اور شرائط بیعت کی پابندی کی برکت سے ہوا جس نے میری زندگی بدل کے رکھ دی۔ کاش تمام مسلمان ہی ان شرائط پر عمل کو اپنا نصب العین بنا لیں تو خدا اور اس کے رسول کی رضا اور دین و دنیا کی فلاح پا جائیں کیونکہ ان میں حقیقی اسلام کا خلاصہ بیان ہوا ہے۔

جوشِ تبلیغ

میری پیدائش 1959ء کی ہے اس کے باوجود بیعت کے بعد زبانی تبلیغ اور بحث و مباحثہ کے لئے میرے اندر ایک عجیب قوت پیدا ہو گئی اور دینی جوش و جذبہ نے مجھ میں نوجوانی کی قوت و روح پھونک دی ہے۔ مَیں تقریباً بیس سال قبل مضامین وغیرہ لکھتا تھا لیکن کام اور عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس طرف توجہ کم ہوتی گئی حتی کہ قبول احمدیت سے پہلے تک بالکل ہی ختم ہو گئی تھی۔ لیکن احمدیت کی برکت سے مَیں دوبارہ اس جانب لوٹ آیا ہوں۔ چنانچہ مختلف امور کے بارہ میں ریسرچ کرنے کے لئے مَیں گھنٹوں انٹرنیٹ کے ذریعہ متعدد کتب اور ویب سائٹس پر موجود مواد پڑھنے لگا اور بالآخر بیس سال بعد میرا مضامین لکھنے اور تحریری بحث مباحثوں کی طرف رجحان ہوا اور اب مَیں تحریری مواد اور مضامین کے ذریعہ حق کے متلاشیوں کی مدد کرتا ہوں اور ان کے ساتھ خط و کتابت کر کے راہنمائی کی کوشش کرتا ہوں۔ اسی طرح مختلف فورمز پر بھی تبلیغ کی توفیق ملتی ہے۔ اس بارہ میں مکرم ہانی طاہر صاحب کا بہت ممنون ہوں جنہوں نے ای میلز کے ذریعہ خط و کتابت کے دوران مجھے دوبارہ مضامین لکھنے اور تحریری طور پر تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ اور باوجود اپنی مصروفیت کے ہر معاملہ میں میری راہنمائی کی اور مواد فراہم کیا نیز دلائل اور مضامین سے مدد کی۔ مجھے یاد ہے کہ قبول احمدیت سے قبل جب کبھی کسی دینی معاملہ میں کوئی سوال پیدا ہوتا تو مَیں انٹرنیٹ پر یا عام پوسٹ کے ذریعہ وہ سوال لکھ کر اپنے کسی مولوی کو بھیج دیتا تھا لیکن اس کے جواب میں ان کی طرف سے اس قدر تاخیر ہو جاتی تھی کہ بعض اوقات مجھے بھول چکا ہوتا تھا کہ مَیں نے سوال کیا کیا ہے۔ لیکن احمدیت میں یہ عجیب بات دیکھی کہ ادھر مَیں ہانی صاحب سے سوال پوچھتا ہوں اور اُدھر مجھے جواب موصول ہو جاتا ہے۔ اس بات نے بھی میرے اندر غیر معمولی جوش و جذبہ کی روح پھونک دی ہے۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جب دیکھتا ہوں تو ان کے باوقار، ثاقب نظر، وجیہ چہرہ پر فدا ہونے کو دل چاہتا ہے۔ ہر وقت دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے خلافت کی برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

جزائر فجی کی ذیلی تنظیموں کے سالانہ نیشنل اجتماعات کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ : طارق احمد رشید ۔ مبلغ سلسلہ)

جماعت احمدیہ جزائر فجی کی ذیلی تنظیموں کا 35واں دو روزہ سالانہ نیشنل اجتماع مورخہ 11-12 دسمبر 2010ء کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ الحمدللہ۔

امسال یہ اجتماعات ناندی میں منعقد ہوئے۔ چنانچہ وقارِ عمل کے ذریعہ اس کی تیاری کی گئی تا کہ وقارِ عمل کی روح کو بھی زندہ رکھا جا سکے۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تنظیموں کے عہد دہرائے جانے کے بعد سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام

''مَیں اپنے پیاروں کی نسبت ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی''

پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم مولانا فضل اللہ طارق صاحب امیر و مشنری انچارج فجی نے تنظیموں کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس کی روشنی میں قیمتی نصائح فرمائیں اور دعا کروائی۔

افتتاحی تقریب کے بعد تمام ذیلی تنظیموں کے ممبران اپنے اپنے مقررہ احاطہ میں علمی مقابلوں کے لئے چلے گئے جہاں پر ان کی اپنی اپنی تنظیم کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

اسی دوران مسجد کے احاطہ میں نیشنل سیکرٹری وقف نو نے مکرم امیر صاحب کی نگرانی میں واقفین نو بچوں اور بچیوں کا پروگرام بھی کیا۔

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ فجی نے نماز مغرب اور عشاء کے بعد تربیتی نقطہ نظر سے ایم ٹی اے اور یوٹیوب سے خلفاء احمدیت کے ارشادات پر مشتمل ایک ویڈیو پروگرام دکھایا۔

اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز تہجد باجماعت، نماز فجر اور درس القرآن کے ساتھ ہوا۔ پروگرام کے مطابق انصار، خدام اور اطفال کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں فٹبال، والی بال اور رسہ کشی شامل تھے۔

اس کے ساتھ ہی لجنہ اور ناصرات نے بھی اپنے اپنے رنگ میں مقابلے کروائے۔

نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد تنظیموں کے صدران نے اپنی اپنی سالانہ رپوٹس پیش کیں اور علمی و ورزشی مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے ممبران میں انعامات تقسیم کئے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے تقریر کی جس میں آئندہ سال منائی جانے والی فجی جماعت کی گولڈن جوبلی کی تقریب کے حوالہ سے کچھ ہدایات دیں اور رہنمائی فرمائی نیز حضور انور ایدہ اللہ کی نصیحت کے مطابق جماعت کی ترقی اور حالات کی بہتری کے لئے دو نوافل ادا کرنے اور دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر اجتماعات کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے دعا کروائی۔

امسال اجتماع میں پہلی بار پیسیفک کے دوسرے دو جزائر ساموا اور ٹونگا جزائر سے بھی دو نمائندگان شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ فجی کی آٹھ جماعتوں سے 200 کے قریب احباب شامل ہوئے۔

۞۞۞۞۞۞۞۞

رپورٹ اجتماع واقفین نو جزائر فجی

امسال جزائر فجی کے سیکرٹری واقفین نو نے واقفین نو بچوں کا علیحدہ اجتماع کا پروگرام بنایا جو سالانہ اجتماعات کے موقع پر رکھا گیا۔ تمام جماعتوں کو سلیبس بھجوا دیا گیا تا کہ وہ تیاری کر سکیں۔ اس نصاب کے مطابق بارہ سال سے کم اور بارہ سال سے بڑے بچوں کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا تھا۔

اس نصاب میں حفظ قرآن کریم اور دینی معلومات کا حصہ شامل کیا گیا۔ چنانچہ سب بچوں سے نصاب زبانی بھی سنا گیا جس میں قرآن کریم کا حصہ، قصیدہ کے 25 اشعار اور چھوٹے بچوں سے مختلف دعائیں اور نظمیں سنی گئیں اور تقریری مقابلہ بھی کروایا گیا اور دینی معلومات کا تحریری امتحان بھی لیا گیا۔

اس علمی پروگرام کے بعد تمام واقفین نو بچوں کا میڈیکل بھی کروایا گیا جس میں ڈاکٹر صاحب نے ان کے دانت، کان اور آنکھوں کا معائنہ کیا اور سب کا بلیڈ پریشر بھی چیک کیا گیا اور ان کو ضروری ہدایات بھی دیں۔

یہ علیحدہ پروگرام قریباً چار گھنٹے کا تھا۔ جس کے بعد اگلے دن تقسیم انعامات کے موقع پر ان بچوں کو بھی انعامات دئے گئے اور ان کی رپورٹ مکمل کی گئی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام واقفین نو بچوں اور بچیوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور خلیفۂ وقت کی ہر خواہش کو پورا کرنے والے بنائے اور جماعت کے لئے نافع وجود ثابت ہوں۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

لیگوس (نائیجیریا) میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: توحید۔ اولا ۔شوبوییڈے۔نائیجیریا)

دنیا کی باقی جماعتوں کی طرح نائیجیریا میں بھی امسال ''جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام 23 مارچ 2011'' پر جوش طریقہ سے منایا گیا۔ نائیجیریا کے 31 سرکٹس میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام سرکٹ لیول پر اجتماعی طور پر اور جماعتی لیول پر انفرادی طور پر منایا گیا۔ ان جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے مختلف پہلوں پر لیکچرز دئے گئے۔

جماعتوں میں اس جلسہ کا انعقاد مؤرخہ 25 تا 27 مارچ 2011 بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار کیا گیا۔

اسی حوالہ سے یہاں نائیجیریا کے ہیڈکوارٹر اوجوکورو، لیگوس کی ''مسجد طاہر'' میں بھی مؤرخہ 27 مارچ 2011 بروز اتوار، لیگوس جماعت کا سرکٹ لیول پر یہ جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر لیکچرز دیئے گئے۔

اس جلسہ کے انعقاد سے قبل ہی غیر از جماعت دوستوں تک اس پروگرام کے انعقاد کی اطلاع پہنچانے کی غرض سے لیگوس ٹی۔ وی اور ریڈیو لیگوس پر اس حوالہ سے اعلانات کروائے گئے۔

اس جلسہ کا آغاز مکرم ڈاکٹر مشہود ۔اے۔ فاشولا صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا کی زیر صدارت صبح دس بجے ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم و محترم امیر صاحب نائیجیریا نے اس دن کے حوالہ سے تاریخی پس منظر اور حقائق پر روشنی ڈالی۔

اس جلسہ میں لوکل مشنریز نے سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ ان تقاریر کے دوران بچوں نے ترنم کے ساتھ نظمیں بھی پڑھیں۔

سرکٹ پریذیڈنٹ الحاجی ایم۔اے۔ بنکولے صاحب نے اختتامی تقریر کی جبکہ مکرم مولانا عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے اختتامی دعا کروائی۔ جس کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس جلسہ میں مردوں، عورتوں و بچوں اور مہمانان کرام کے لئے الگ جگہوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس جلسہ میں کل ایک ہزار سے زائد افراد (مرد و زن و مہمانان کرام) نے شمولیت اختیار کی۔

آخر پر دعا ہے کہ مولیٰ کریم ہماری ان حقیر کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔ اور سعید روحوں کو جلد جلد اسلام احمدیت کی آغوش میں لائے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اس وقت بد قسمتی سے اس فساد کی حالت میں سب سے زیادہ مسلمان ممالک اس کی لپیٹ میں ہیں۔

قرآن کریم صرف عوام الناس کو یہ حکم نہیں دیتا بلکہ حکمرانوں کو بھی یہی کہتا ہے کہ اپنے اقتدار پر تکبر کر کے ملک میں فساد پیدا نہ کرو۔ عوام کے حقوق تلف نہ کرو۔ امیر اور غریب کے فرق کو اتنا نہ بڑھاؤ کہ عوام میں بے چینی پیدا ہو جائے اور اس کے نتیجہ میں پھر بغاوت کے حالات پیدا ہوں۔

احادیث نبویہ میں اولی الامر اور حکمرانوں کے غلط رویّوں کے باوجود مومنوں کو صبر اور اطاعت اولی الامر کی تلقین کی گئی ہے۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے موجودہ عالمی حالات میں احمدیوں کو خصوصیت سے ہر قسم کے فتنہ وفساد سے بچنے اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی نہایت اہم تاکیدی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم اپریل 2011ء بمطابق یکم شہادت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

چند جمعہ پہلے فروری کے آخری جمعہ میں مَیں نے خطبہ میں عالمِ اسلام کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے احمدی کو اپنی ذمہ داری سمجھنے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں، طاقت نہیں ہے، مسلمان ملکوں کے بادشاہوں تک کھل کر براہِ راست آواز نہیں پہنچا سکتے کہ انہیں سمجھائیں کہ تم اپنے بادشاہ ہونے یا حکمران ہونے کا صحیح حق ادا کرو۔ چند جگہوں پر ہوسکتا ہے کسی ذریعہ سے آواز پہنچ جائے لیکن واضح پیغام پہنچ سکے کہ نہ، یہ علم نہیں۔ بہر حال یہ مَیں نے اس لئے کہا تھا کہ احمدی جو دعا پر یقین رکھتے ہیں انہیں دعا کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان حکمرانوں کو عقل دے اور یہ اسلامی ممالک ہر قسم کی شکست و ریخت سے بچ جائیں۔ اسی طرح عوام کو بھی پیغام تھا کہ وہ بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور اپنے ملکوں کو شدت پسندوں کی یا غیروں کی جھولی میں نہ گرائیں۔ بہر حال مَیں اس خطبہ میں اِن ملکوں میں رہنے والے احمدیوں کو بھی دوبارہ پیغام دیتا ہوں، پہلے بھی پیغام دیا تھا کہ دعاؤں کی طرف توجہ دیں اور جس حد تک دونوں طرف کو یہ عقل دلا سکتے ہیں دلائیں کہ شدت پسندی کسی مسئلے کا حل نہیں ہے اور جو سب سے بڑا ہتھیار ہے وہ دعا ہے۔ احمدیوں کی اکثریت نے اس پیغام کو سمجھ لیا تھا اور اللہ کے فضل سے احمدی تو عموماً اس توڑ پھوڑ میں حصہ نہیں لیتے۔ اس لئے انہوں نے عموماً نہ فساد میں حصہ لیا، نہ جنگ و جدل میں حصہ لیا۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کے ذہنوں میں سوال اٹھتے ہیں کہ ہم جابر اور ظالم حکمران کے خلاف یا اس کی غلط پالیسیوں کے خلاف کس حد تک صبر دکھائیں؟ کیا ردّ عمل ہمارا ہونا چاہئے؟ یا بعض افریقن ممالک میں انتقالِ اقتدار میں روکیں ڈالنے والوں کے خلاف کیا ردّ عمل ہونا چاہئے؟ مثلاً جس طرح آئیوری کوسٹ میں ہو رہا ہے کہ اقتدار منتقل نہیں ہو رہا۔ اور کس حد تک احمدیوں کو باقی عوام کے ساتھ مل کر اس شدت پسندی میں شامل ہونا چاہئے جس کا ردّ عمل عوام دکھا رہے ہیں۔ یا حکومت کے خلاف جلوسوں میں شامل ہونا چاہئے۔ کیونکہ بعض پڑھے لکھے ہوئے بھی میرے پیغام کی روح کو نہیں سمجھے تھے اور سوال کرتے رہتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ دوٹوک جواب چاہتے ہیں کہ ہم پر یہ واضح کریں کہ ہم سختی سے اپنے حق کو حاصل کرنے کی مہم میں حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کس حد تک ظلموں کو برداشت کریں۔ اس سلسلے میں مَیں نے جو عرب ممالک ہیں یا افریقن عربی بولنے والے جو ممالک ہیں اور جنہیں ہمارا عربک ڈیسک ڈیل کرتا ہے، اُن کے بارہ میں عربک ڈیسک کے ساتھ اور ہانی طاہر صاحب کے ساتھ میٹنگ کی تھی۔ انہیں بڑا واضح طور پر، بڑا تفصیلی طور پر سمجھایا تھا کہ ان حالات میں ایک احمدی کا ردّ عمل اور کردار کیا ہونا چاہئے؟ دونوں طرف کے اچھے اور بُرے پہلو کیا ہوں گے؟ اس طرف ہمیں نظر رکھنی چاہئے۔ اور پھر یہی مَیں نے کہا تھا کہ یہ باتیں قلمبند کر کے جو بھی متعلقہ ملک ہیں یا ہمارے وہ لوگ جن کا ان سے رابطہ رہتا ہے اُن تک یہ پہنچائیں تا کہ احمدی کو حقیقی صورتِ حال کی سمجھ آ جائے۔

لیکن بعض خطوط اور سوالات سے مجھے لگتا ہے کہ بعض لوگوں کو جماعت احمدیہ کے نقطۂ نظر جس کی بنیاد قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات پر ہے اُس کی واضح طور پر سمجھ نہیں آئی۔ اسے واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے مَیں نے اس بارہ میں کچھ مواد جمع کروایا ہے، کچھ باتیں اکٹھی کی ہیں جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر قسم کے ابہام دور ہو جائیں۔

سب سے بنیادی چیز قرآنِ کریم ہے۔ اس میں بھی ہمیں دیکھنا ہے کہ قرآنِ کریم حکمرانوں کے ساتھ تعاون اور اطاعت کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے۔ پھر یہ کہ عمومی فسادات میں ایک مسلمان کا ردّ عمل کیا ہونا چاہئے۔ کس حد تک اُس کو اپنا حق لینے کے لئے حکومت کے خلاف مہم میں حصہ لینا چاہئے۔ پھر احادیث کیا کہتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا ارشاد فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ (النحل:91) یہ حصہ آیت جو ہے ہم ہر جمعہ کو عربی خطبہ میں پڑھتے ہیں۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر قسم کی بے حیائی، ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے تمہیں اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ''بَغْی'' کے لفظ کی وضاحت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''بَغْی اُس بارش کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتوں کو تباہ کر دے''۔ فرمایا ''اور حقِ واجب میں کمی رکھنے کو بَغی کہتے ہیں اور یا حقِ واجب سے افزونی (زیادتی) کرنا بھی بَغی ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر10 صفحہ354 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

تو یہ ہے قرآنِ کریم کے احکامات کی خوبصورت تعلیم کہ ہر پہلو اور ہر طبقے کے لئے حکم رکھتا ہے۔ اس حکم میں یہ خیال نہیں آ سکتا کہ ایک طبقے کو حکم ہے اور دوسرے طبقے کو نہیں ہے۔ اس آیت کی مکمل تفسیر تو اس وقت بیان نہیں کر رہا، صرف بغاوت کے لفظ کی ہی وضاحت کرتا ہوں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے، حقِ واجب میں کمی کرنے اور حقِ واجب میں زیادتی کرنے دونوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔ یعنی جب حاکم اور محکوم کو حکم دیا جاتا ہے تو دونوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی کا حکم دیا جاتا ہے۔ نہ حاکم اپنے فرائض اور اختیارات میں کمی یا زیادتی کریں، نہ عوام اپنے فرائض میں کمی یا زیادتی کریں۔ اور جو بھی یہ کرے گا اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والا پھر خدا تعالیٰ کی گرفت میں بھی آ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے۔ پس آج کل چونکہ عوام حکومتوں کے خلاف سختی سے قدم اٹھانے کا جوش رکھتے ہیں اس لئے عوام کی حد تک آج بات کروں گا۔ اس بارے میں کئی احادیث ہیں جو

حکمرانوں کے غلط رویے کے باوجود عوام الناس کو، مومنین کو صبر کی تلقین کا حکم دیتی ہیں۔

بخاری کتاب الفتن کا ایک باب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے یوں فرمانا کہ تم میرے بعد ایسے ایسے کام دیکھو گے جو تم کو بُرے لگیں گے۔ اور عبداللہ بن زید بن عامر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے یہ بھی فرمایا: تم ان کاموں پر حوضِ کوثر پر مجھ سے ملنے تک صبر کئے رہنا۔ زید بن وہب نے کہا کہ مَیں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ تمہاری حق تلفی کر کے دوسروں کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ نیز ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم بُرا سمجھو گے۔ یہ سن کر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! پھر ایسے وقت میں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: اُس وقت کے حاکموں کو اُن کا حق ادا کرو اور تم اپنا حق اللہ سے مانگو۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرونہاحدیث نمبر7052)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی کسی بات کو ناپسند کرے تو اُس کو صبر کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے امیر کی اطاعت سے بالشت برابر بھی باہر ہوا تو اُس کی موت جاہلیت کی سی موت ہو گی۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرونہاحدیث نمبر7053)

پھر اُسَید بن حُضَیر سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فلاں شخص کو حاکم بنا دیا اور مجھ کو حکومت نہیں دی۔ آپ نے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی گئی ہے۔ پس تم قیامت کے دن مجھ سے ملنے تک صبر کئے جاؤ۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراتنکرونہاحدیث نمبر7057)

سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو ایسی صورت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اِعراض کیا۔ اُس نے اپنا سوال پھر دہرایا۔ آپ نے پھر اِعراض کیا۔ اُس نے دوسری یا تیسری دفعہ پھر اپنا سوال دہرایا۔ جس پر اشعث بن قیس نے اُنہیں پیچھے کھینچا (یعنی خاموش کروانے کی کوشش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سوال پسند نہیں آیا)۔ تب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے حالات میں اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ جو ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ اُن سے ہو گا اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ تم سے ہو گا۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر4782)

جُنادہ بن اُمیہ نے کہا کہ ہم عُبادہ بن صامت کے پاس گئے۔ وہ بیمار تھے۔ ہم نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے ہم سے ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو۔ اللہ تم کو اُس کی وجہ سے فائدہ دے۔ اُنہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلا بھیجا۔ ہم نے آپ سے بیعت کی۔ آپ نے بیعت میں ہمیں ہر حال میں خواہ خوشی ہو یا ناخوشی، تنگی ہو یا آسانی ہو اور حق تلفی میں بھی یہ بیعت لی کہ بات سنیں گے اور مانیں گے۔ آپ نے یہ بھی اقرار لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہ کریں سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ اُن کو کفر کرتے دیکھو جس کے خلاف تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ حدیث نمبر 4771)

اِن احادیث میں اُمراء اور حکام کی بے انصافیوں اور خلافِ شرع کاموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن پھر بھی آپؐ نے یہ فرمایا کہ اِن کے خلاف بغاوت کرنے کا تمہیں حق نہیں ہے۔ حکومت کے خلاف مظاہرے، توڑ پھوڑ اور باغیانہ روش اختیار کرنے والوں کا طرزِ عمل خلافِ شریعت ہے۔

اس آخری حدیث کی مزید وضاحت کر دوں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ میں جو عربی کے الفاظ ہیں کہ وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَّاحًا عِنْدَکُم مِنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ اقرار بھی لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ اُس کو کفر کرتے ہوئے دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔

حدیث کے یہ جو آخری الفاظ ہیں اِن کے معنی بعض سلفی، وہابی اور باقی متشدد دینی جماعتیں یا جو فرقے ہیں وہ یہ لیتے ہیں کہ صرف اُس وقت تک حکّام سے لڑائی جائز نہیں جب تک کہ اُن سے کفر بوّاح نہیں ظاہر ہو جاتا۔ (کھلا کھلا کفر ظاہر نہیں ہو جاتا) اگر حاکم سے کفرِ بوّاح نظر آ جائے تو پھر اس کے ازالے کے درپے ہونا اور اُس سے حکمرانی چھین لینا فرض ہے۔ یہی متشدد جماعتیں ہیں جنہوں نے اِس پر یہ دلیل سوچ رکھی ہے کہ حکومتوں کے خلاف بغاوت کی جا سکتی ہے۔ بلکہ بعض اپنے فتووں کو آپس میں ہی اتنا مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فتوے دینے والے یہ کہتے ہیں کہ جن کو ہم نے کافر قرار دے دیا اُن کو جو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ اور کافر کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ تو یہ جو تکفیر ہے اس کا ایک لمبا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔

بہر حال اس حدیث میں اصل الفاظ یہی ہیں کہ تم نے اطاعت کرنی ہے سوائے اس کے کہ ایسی بات کی جائے جو کفر کی بات ہو یا تمہیں کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو۔ اس کے علاوہ ہر معاملے میں اطاعت ہونی چاہئے اور اُس صورت میں بھی بغاوت نہیں ہے بلکہ وہ بات نہیں ماننی۔ بہر حال یہ اِن لوگوں کا نظریہ ہے، احمدیوں کا نہیں۔

ہاں اطاعت نہ کرنے کی بعض حالات میں جیسا کہ مَیں نے کہا سوائے اس کے کہ کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو، جو ہمیں جماعت میں ایک مثال نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب پاکستان میں یا بعض دوسرے ممالک میں احمدیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو ہم یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ یا کلمہ نہ پڑھو۔ ہم پڑھتے ہیں۔ یا ایک دوسرے کو سلام نہ کہو، یا قرآنِ کریم نہ پڑھو۔ تو یہ ہمارے مذہب کا اور دین کا معاملہ ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اطاعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم بغاوت نہیں کرتے۔ صرف اِن معاملوں میں ہم کبھی کسی قسم کے قانون کو مان ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ ہے۔ اللہ اور رسول کے حکموں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ملک کے دوسرے قوانین کا تعلق ہے، اس کے باوجود ہر احمدی ہر قانون کی پابندی کرتا ہے۔

ہمارے نظریہ کی تائید میں پرانے ائمہ میں سے بھی ایک کا حوالہ ہے جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت امام النووی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ ''کفر بواح کا مطلب ظاہر کفر ہے، اور اس حدیث میں کفر سے مراد گناہ ہے''۔

پھر مزید فرماتے ہیں کہ ''تم اربابِ حکومت سے اُن کی حکومت کے اندر رہ کر جھگڑا نہ کرو اور نہ اُن پر اعتراض کرو۔ سوائے اس کے کہ تم اُن سے کوئی ایسی بُری بات دیکھو جو ثابت اور متحقق ہو، جس کا بُرا ہونا تم اسلام کے قواعد یعنی قرآن اور حدیث کی رُو سے جانتے ہو۔ اگر تم ایسا دیکھو تو اُن کی اس بات کا بُرا مناؤ اور تم جہاں بھی ہو حق بات کہو۔ لیکن ایسے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا، اُن کے ساتھ لڑائی کرنا، مسلمانوں کے اجماع سے حرام ہے۔ خواہ وہ حکمران فاسق اور ظالم ہوں''۔ لکھتے ہیں کہ ''اس حدیث کا معنی جو مَیں نے بیان کیا ہے، دیگر احادیثِ نبویہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ اہلِ سنت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فسق کے بنا پر حکمران کو معزول کرنا جائز نہیں۔ .... علماء کہتے ہیں کہ فاسق اور ظالم حکمران کو معزول نہ کرنے اور اُس کے خلاف لڑائی نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ایسی صورت میں مزید فتنے، خونریزی اور آپس میں فساد پیدا ہو گا۔ پس فاسق اور ظالم حکمران کا برسرِ اقتدار رہنا کم فساد پیدا کرے گا بہ نسبت اس کے جو اُسے معزول کرنے کی کوشش کے نتیجے میں پیدا ہو گا''۔

(المنہاج بشرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ صفحہ1430دار ابن حزم 2002)

اور یہ بات آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ سچ ثابت ہو رہی ہے۔ دونوں طرف سے لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ بندوقیں چل رہی ہیں۔ جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔

پھر بخاری کی ایک حدیث ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حدود اللہ میں سستی کرنے والے اور حدود اللہ میں گر پڑنے والے افراد کی مثال اُس قوم کی طرح ہے جنہوں نے کشتی کی بابت قرعہ ڈالا جس کے نتیجے میں بعض کشتی کے اوپر والے حصے پر قیام پذیر ہوئے اور بعض کشتی کے نچلے حصے میں۔ جب کشتی کے نچلے حصے والے لوگ اوپر والوں کے پاس سے پانی لے کر گزرتے تھے تو وہ اس سے تکلیف محسوس کرتے تھے۔ جس پر نچلے حصے والوں میں سے ایک نے کلہاڑا پکڑا اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنے لگا جس سے اوپر کے حصے والے اس کے پاس آئے اور اُس سے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میرے اوپر جا کر پانی لانے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے اور پانی کے بغیر میرا گزارا نہیں۔ پس اگر اوپر والے اِس کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ اُسے بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے اور اپنے آپ کو بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیں گے اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنے دیں گے تو وہ اُسے بھی ہلاک کر دیں گے اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیں گے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الشہادات۔ باب القرعۃ فی المشکلات حدیث نمبر2686)

اس حدیث سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ عوام بدی کرنے والوں کو، بدی کے ارتکاب سے یا غلط کاموں سے زبردستی روک دیں جو درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح باہم جھگڑا اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ اگر اس سے مراد حکومت کے خلاف بغاوت لیں تو وہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافِ ارشاد بات

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,

Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,

Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

ہوتی ہے۔ حدیث یہ ہے۔ دوبارہ واضح کر دوں۔ اگر کشتی والے اُن کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ اسے ڈوبنے سے بچائیں گے اور اپنے آپ کو بھی ڈوبنے سے بچالیں گے۔ اگر چھوڑ دیں گے تو پیندے میں سوراخ ہوگا وہ آپ بھی ہلاک ہوگا، اُن کو بھی ہلاک کرے گا، اس سے ایک تو یہ لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی فساد پیدا ہو رہا ہو، اگر نقصان پہنچ رہا ہو تو اس کا قلع قمع کرنے کے لئے زبردستی روک دینا جائز ہے لیکن یہ باقی احادیث سے خلاف ہے۔ حکومتوں کے معاملے میں یہ چیز نہیں ہے۔ اس کی تائید میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے اور اُس کے حوالے سے یہ استنباط کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سختی کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کوئی بات فرما ہی نہیں سکتے جو قرآن کی تعلیم کے خلاف ہو۔ یقیناً اس کے سمجھنے میں بھی لوگوں کو غلطی لگی ہے۔

روایت یہ ہے۔ ”ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے وہ اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اسے طاقت نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے اور یہ طاقت بھی نہ ہو تو پھر اپنے دل سے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب بیان کون النھی عن المنکرمن الایمان حدیث نمبر177)

(اس حدیث کی شرح میں) امام ملا علی قاری لکھتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ہمارے بعض علماء کہتے ہیں کہ ناپسندیدہ کام کو ہاتھ سے تبدیل کرنے کا حکم حکمرانوں کے لئے ہے۔ زبان سے تبدیل کرنے کا حکم علماء کے لئے ہے اور دل سے ناپسندیدہ بات کو ناپسند کرنے کا حکم عوامِ مؤمنین کے لئے ہے۔

(مرقاۃ۔ شرح مشکاۃ۔ جز 9۔ کتاب الاداب باب الامر بالمعروف الفصل الاول حدیث نمبر5137صفحہ نمبر324دار الکتب العلمیۃ بیروت2001)

پس یہ اس حدیث کی بڑی عمدہ وضاحت ہے کہ تین باتیں تو ہیں لیکن تین باتیں تین مختلف طبقوں کے لئے اور صاحبِ اختیار کے لئے ہیں۔ وہاں بھی اگر کشتی میں روکنے کی بات ہے تو اس کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے صاحبِ اختیار کو ہی روکنے کا حکم ہے۔ اگر ہر کوئی اس طرح روکنے لگ جائے گا تو پورا ایک فساد پیدا ہو جائے گا۔ اور فساد اور بدامنی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ سورۃ بقرۃ کی آیت 206 ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ مراد لی جائے کہ عوام حکمران کی کسی بات کو ناپسند کریں تو وہ حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور توڑ پھوڑ اور فتنہ و فساد اور قتل و غارت اور بغاوت شروع کر دیں تو یہ مفہوم بھی شریعت کی ہدایت کے مخالف ہے۔ اس بارہ میں قرآنِ کریم کا جو حکم ہے، فیصلہ ہے وہ مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں کہ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبُغْیِ (النحل:91)۔

انبیاء کا حکومتِ وقت کی اطاعت کے بارے میں کیا نمونہ رہا ہے؟ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء دنیا میں آئے۔ (کنزالعمال کتاب الفضائل باب الثانی فی فضائل سائر الانبیاء ......الفصل الثانی الاکمال جلد 6 صفحہ 219 حدیث 32274 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004)

قرآنِ کریم نے دو درجن کے قریب انبیاء، بیس پچیس انبیاء کے حالات بیان فرمائے ہیں مگر کسی نبی کی بابت یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اُس نے دنیاوی معاملات میں اپنے علاقے کے حاکمِ وقت کی نافرمانی یا بغاوت کی ہے۔ یا اُس کے خلاف اپنے متبعین کے ساتھ مل کر مظاہرے کئے ہوں یا کوئی توڑ پھوڑ کی ہو۔ دینی امور کے بارے میں تمام انبیاء نے اپنے اپنے علاقوں کے حکمرانوں کے غلط عقائد کی کھل کر تردید کی اور سچے عقائد کی پُرزور تبلیغ کی۔ حضرت یوسفؑ کی مثال لیتا ہوں جو عموماً بیان کی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بیان کی ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے بھی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی۔

اس کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ ھٰذَا الْقُرْآنَ وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ (یوسف:4) کہ ہم نے جو یہ قرآن تجھ پر وحی کیا ہے اس کے ذریعے ہم تیرے سامنے ثابت شدہ تاریخی حقائق میں سے بہترین بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے اس بارہ میں تو غافلوں میں سے تھا۔ ثابت شدہ تاریخی حقائق کیا ہیں جو قرآنِ کریم واضح بیان فرما رہا ہے۔ سورۃ یوسف میں جو اکثر حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات پر مشتمل ہے، اِن حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے کافر بادشاہ فرعونِ مصر کی کابینہ میں وزیرِ خزانہ کے طور پر، مال کے نگران کے طور پر کام کیا۔ اگر بادشاہ کو یہ خیال ہوتا کہ یوسف علیہ السلام اس کے وفادار نہیں ہیں اور نعوذ باللہ محض منافقانہ طور پر اس کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ہرگز اپنی کابینہ میں شامل نہ کرتا۔ اور ویسے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ خیال کرنا بھی بے ادبی میں داخل ہے کہ نعوذ باللہ وہ دل سے تو فرعونِ مصر کے خلاف بغض و عناد رکھتے تھے مگر ظاہری طور پر منافقانہ رنگ میں اُس کی اطاعت کرتے تھے اور اس سے وفاداری کا اظہار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَذٰلِکَ کِدْنَا لِیُوْسُفَ۔ مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاہُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ (یوسف:77)۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی۔ اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ اپنے بھائی کو بادشاہ کی حکمرانی میں روک لیتا سوائے اس کے کہ اللہ چاہتا۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہِ مصر کے قانون کے مطابق اپنے حقیقی بھائی کو مصر میں روکنے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بھلوا کر شاہی پیمانہ جو تھا اپنے بھائی کے سامان میں رکھوا دیا اور تلاشی لینے پر اُن کے بھائی کے سامان میں سے ہی وہ پیمانہ نکل آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے کافر اور مشرک بادشاہ کے قانون کے پابند تھے۔ دنیاوی معاملات میں حضرت یوسف علیہ السلام کافر بادشاہ کے قانون کی پابندی اور وفاداری سے اطاعت کے باوجود دینی امور میں اس کے غلط عقائد کی پابندی اور اطاعت نہیں کرتے تھے۔

پھر قرآنِ کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ذٰلِکَ خَیْرٌوَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (سورۃ النساء آیت:60)

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”یعنی اللہ اور رسول اور اپنے بادشاہ کی تابعداری کرو“۔ یہ شہادۃ القرآن میں فرمایا۔

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ332)

پھر ایک دفعہ فرمایا کہ: ”یعنی اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو“۔ بادشاہوں کی اطاعت اختیار کرو۔ (الحکم 10 فروری 1901ء جلد5 نمبر5 صفحہ1)

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں: ”اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقع ہو تو اس امر کو فیصلے کے لئے اللہ اور رسول کے حوالے کرو۔ اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور احسن تاویل ہے“۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن۔ جلد3۔ صفحہ596)

فرمایا کہ: ”یعنی اگر تم کسی بات میں تنازع کرو تو اس امر کا فیصلہ اللہ اور رسول کی طرف ردّ کرو اور صرف اللہ اور رسول کو حکم بناؤ، نہ کسی اور کو“۔ (الحق مباحثہ دہلی۔ روحانی خزائن جلد4۔ صفحہ 184)

اور اللہ اور رسول کا فیصلہ جیسا کہ پہلے مَیں بیان کر آیا ہوں یہی ہے کہ عام دنیاوی حالات میں ایک مومن پہ جو بھی حالات گزر جائیں تو بغاوت نہ کرو۔ اگر کفر کو دیکھو یا کفر کا حکم سنو تو اطاعت اُس حد تک واجب ہے جہاں تک اس کے علاوہ باتیں ہیں۔ اِن باتوں میں اطاعت نہیں ہے۔ لیکن بغاوت کی تب بھی اجازت نہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”قرآن شریف میں حکم ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ یہاں اُوْلِی الْاَمْرِ کی اطاعت کا حکم صاف طور پر موجود ہے۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ مِنْکُمْ میں گورنمنٹ داخل نہیں تو یہ اُس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو حکم شریعت کے مطابق دیتی ہے وہ اُسے مِنْکُمْ میں داخل کرتا ہے۔ مثلاً جو شخص ہماری مخالفت نہیں کرتا وہ ہم میں داخل ہے۔ اشارۃ النص کے طور پر قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کے حکم مان لینے چاہئیں“۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 171 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ”اگر حاکم ظالم ہو تو اُس کو برا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو، خدا اُس کو بدل دے گا یا اُسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے، مؤمن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

(الحکم 24 مئی 1901ء۔ نمبر 19 جلد5 صفحہ 9 کالم نمبر2)

یہ نیکی کے نمونے ہیں جو احمدیوں کو بھی قائم کرنے چاہئیں بلکہ احمدیوں کو ہی قائم کرنے چاہئیں۔

اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے مراد صرف مسلمان حکمران نہیں۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”بعض مسلمان غلطی سے اس آیت کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حکم صرف مسلمان حکّام کے حق میں ہے کہ اُن کی اطاعت کی جاوے۔ لیکن یہ بات غلط ہے اور قرآنِ کریم کے اصول کے خلاف ہے۔ بیشک اس جگہ لفظ مِنْکُمْ کا پایا جاتا ہے۔ مگر مِنْکُمْ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جو تمہارے ہم مذہب ہوں بلکہ اس کے یہی معنی ہیں کہ جو تم میں سے بطور حاکم مقرر ہوں۔ مِنْ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کفار کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ (الانعام:131)۔ اس آیت میں مِنْکُمْ کے معنی اگر ہم مذہب کریں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ نعوذ باللہ من ذالک، رسول کفار کے ہم مذہب تھے۔ پس ضروری نہیں کہ مِنْکُمْ کے معنی ہم مذہب کے ہوں۔ یہ اور معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس جگہ اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ حاکم جو تمہارے ملک کے ہوں یعنی یہ نہیں کہ جو حاکم ہو اُس کی اطاعت کرو بلکہ اُن کی اطاعت کرو جو تمہارا حاکم ہو۔ اور فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ کے یہ معنی نہیں کہ قرآن و حدیث کی رُو سے فیصلہ کر لو۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر حکام کے ساتھ تنازع ہو جائے تو خدا اور اُس کے رسول کے احکام کی طرف اُس کو لوٹا دو۔ اور وہ حکم یہی ہے کہ انسان حکومتِ وقت کو اُس کی غلطی پر آگاہ کر دے۔ اگر وہ نہ مانے تو پھر اللہ تعالیٰ پر معاملہ کو چھوڑ دے۔ وہ خود فیصلہ کرے گا اور ظالم کو اُس کے کردار کی سزا دے گا“۔

جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے واقعہ میں بیان کر آیا ہوں، آپ بھی یہی دلیل دے رہے ہیں۔ پھر

فرماتے ہیں کہ ''قرآنِ کریم میں حضرت یوسف کا واقعہ جس طرح بیان ہوا ہے وہ بھی دلالت کرتا ہے کہ حاکم خواہ کسی مذہب کا ہو اُس کی اطاعت ضروری ہے۔ بلکہ اگر اُس کے احکام ایسے شرعی احکام کے مخالف بھی پڑ جاویں جن کا بجالانا حکومت کے ذمہ ہوتا ہے تب بھی اُس کی اطاعت کرے۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اُن کے بھائی اُن کے پاس چھوٹے بھائی کو لائے تو وہ اُن کو وہاں کے بادشاہ کے قوانین کی رو سے اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے اس لئے خدا نے اُن کے لئے خود ایک تدبیر کر دی''۔اسی طرح آپ آگے جا کر فرماتے ہیں کہ ''یہ جو آیت ہے اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَائِنِ الْاَرْض (یوسف: 56)۔اس کے نیچے تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے۔اس نے اس کی تفسیر بیان کی ہے۔یعنی اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ'' ظالم بلکہ کافر بادشاہ کی طرف سے عُہدوں کا قبول کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جو اپنی جان پر اعتبار رکھتا ہے کہ وہ حق کو قائم رکھ سکے گا۔یاد رکھنا چاہئے کہ حق کے قیام سے یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی شریعت کو چلا سکے۔کیونکہ جیسا کہ حضرت یوسف کے بھائی کے معاملہ سے ظاہر ہے، کافر کی ملازمت کے لئے یہ شرط نہیں کہ مومن اپنا ذاتی خیال چلا سکے۔پس حق کی حفاظت سے یہی مراد ہے کہ ظلم کی باتوں میں ساتھ شامل نہ ہو جائے۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ سے بھی ظاہر ہے کہ خواہ گورنمنٹ کافر ہی کیوں نہ ہو، اُس کی وفاداری ضروری ہے۔

(ترک موالات اور احکام اسلام ، بحوالہ انوارالعلوم جلد 5 صفحہ 259، 260)

اس کی مزید وضاحت کہ حکمرانوں سے اختلاف کی صورت میں کیا کیا جائے؟۔جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ کیا حکمران صرف مسلمان ہیں جن کی اطاعت کرنی ہے۔یا یہ جو حکم ہے یہ دونوں کے لئے آتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں کیا ارشاد فرمایا؟ آپ نے پہلے خلفاء کی بابت فرمایا کہ ''مَیں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شیوہ بناؤ خواہ کوئی حبشی غلام ہی تم پر حکمران کیوں نہ ہو۔جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ لوگوں میں بہت بڑا اختلاف دیکھیں گے۔پس ایسے وقت میں میری وصیت تمہیں یہی ہے کہ تم میری سنت اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنا۔تَمَسَّكُوْ اِبِهَا۔تم اُس سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور جس طرح کسی چیز کو دانتوں سے پکڑ لیا جاتا ہے، اسی طرح اس سنت سے چمٹے رہنا اور کبھی اس راستے کو نہ چھوڑنا جو میرا ہے یا میرے خلفاءِ راشدین کا ہوگا''۔مسند احمد بن حنبل کی یہ حدیث ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ۔ مسند العرباض بن ساریہ جلد نمبر5صفحہ842۔ حدیث نمبر 17275عالم الکتب بیروت 1998)

اور دنیاوی حُکّام کی بابت کیا تعلیم ہے؟ یہ بخاری میں ہی ہے۔فرمایا کہ ''تم میرے بعد ایسے حالات دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ بے انصافی ہوگی''۔(اس کا پہلے بھی ذکر آ چکا ہے۔جو دنیاوی حکام ہیں یہ اُن کے لئے ہے)۔''تمہارے حقوق دبائے جائیں گے اور دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔اور ایسے امور دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو گے۔صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ایسے حالات میں آپ ہمیں حکم کیا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔اُن کا یعنی ایسے حکمرانوں کا حق اُنہیں دینا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا''۔(صحیح بخاری۔ کتاب الفتن ۔باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرونہاحدیث نمبر7052)

مسلم میں بھی اس سے ملتی جلتی ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خواہ حکمران بہت ظالم اور غاصب ہو، اُس کی اطاعت کرنی ہے۔

(صحیح مسلم ۔کتاب ا لامارۃ۔ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر4782)

پس ظالم حکمران کی بھی اطاعت کا حق ادا کیا جائے۔اُس کے خلاف بغاوت نہ کی جائے اور اُس کی اطاعت سے انکار نہ کیا جائے۔ بلکہ اُس کی تکلیف اور شر کے دور کرنے اور اُس کی اصلاح ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور تضرّع کے ساتھ دعا کی جائے۔

ایک احمدی کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے کن شرائط پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کی ہے؟ شرط دوم مثلاً یہ ہے کہ ''جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے''۔

اور چوتھی شرط یہ ہے کہ ''یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:218)۔اور بغاوت کو پھیلانا یعنی امن کا خلل انداز ہونا قتل سے بڑھ کر ہے''۔(جنگ مقدس۔روحانی خزائن۔ جلد 6 صفحہ 255)

فرمایا کہ 'اُوْلِی الْاَمْر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے''۔

(ضرورت الامام ۔ روحانی خزائن جلد13صفحہ493)

پھر فرمایا کہ ''خدانخواستہ اگر کسی ایسی جگہ طاعون پھیلے جہاں تم میں سے کوئی ہو تو مَیں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے قوانین کی سب سے پہلے اطاعت کرنے والے تم ہو۔اکثر مقامات میں سنا گیا ہے کہ پولیس والوں سے مقابلہ ہوا۔میرے نزدیک گورنمنٹ کے قوانین کے خلاف کرنا بغاوت ہے جو خطرناک جرم ہے۔ہاں گورنمنٹ کا بیشک یہ فرض ہے کہ وہ ایسے افسر مقرر کرے جو خوش اخلاق، متدیّن اور ملک کے رسم و رواج اور مذہبی پابندیوں سے آگاہ ہوں۔غرض تم خود اِن قوانین پر عمل کرو اور اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو اِن قوانین کے فوائد سے آگاہ کرو۔(ملفوظات۔ جلد اول۔ صفحہ 134۔ جدید ایڈیشن)

پھر ایک دفعہ کالج میں، یونیورسٹی میں ایک ہڑتال ہوئی۔اُس کے بارہ میں فرمایا کہ'' مفسد طلباء کے ساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور ہمارے مشورہ کے بالکل مخالف ہے۔لہٰذا وہ اس دن سے اس بغاوت میں شریک ہے۔'' (یعنی جو بھی اپنے ایک عزیز کے بارے میں فرمایا)۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ جب طلباء نے لاہور میں اپنے پروفیسروں کی مخالفت میں سٹرائیک کیا تھا تو جو لڑکے اس جماعت میں شامل تھے اُن کو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ اس مخالفت میں شامل نہ ہوں اور اپنے استادوں سے معافی مانگ کر فوراً کالج میں داخل ہو جاویں۔چنانچہ انہوں نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی اور اپنے کالج میں داخل ہو کر ایک ایسی نیک مثال قائم کی کہ دوسرے طلباء بھی فوراً داخل ہو گئے۔

(ملفوظات ۔ جلد پنجم۔ صفحہ 172-173۔ جدید ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اس بارہ میں کیا وضاحت ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ'' ہر ایک مسلمان کے لئے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمانِ الٰہی اور فرمانِ نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اُس کا ملک چھوڑ دے۔اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِى الْاَمْرِ مِنْكُم صاف نصّ ہے۔اُوْلِی الْاَمْر میں حکّام و سلطان اول ہیں اور علماء و حکماء دوم درجے پر ہیں''۔

(البدر نمبر 8۔جلد 16.9/دسمبر 1909ء ۔صفحہ4 کالم 2)

اب بعض لوگ یہ بھی سوال اُٹھا دیتے ہیں کہ کشمیریوں کے حق میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو جلسہ اور جلوس کیا تھا اور اُس کی اجازت دی تھی۔لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ جو طریق تھا یہ بھی وہی طریق ہے جو آج کل حکومت کے خلاف بغاوت ہے اور اس لئے جائز ہے۔ حالانکہ یہ ایک باہر کی آواز تھی۔جلوس اور جلسے اُن کے حقوق دلوانے کے لئے تھے۔کوئی لڑائی نہیں تھی۔کوئی توڑ پھوڑ نہیں تھی۔حکومت کو توجہ دلائی گئی تھی کہ کشمیریوں کے جو حقوق غصب کئے جا رہے ہیں وہ دیئے جائیں۔اُن کی جائیدادیں اُن کے نام برائے نام ہیں، اور ساری جائیداد کی جو آمد ہے وہ راجہ کے پاس چلی جاتی ہے تو اُن حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ اُن کے حقوق اُن کو دلوائے جائیں۔بہرحال حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 1929ء میں 29 نومبر کی ہڑتال کے متعلق دریافت کیا گیا کہ احمدیوں کا اِس کے متعلق کیا رویہ ہونا چاہئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ '' ہڑتال میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ہاں، جلسے اور جلوس وغیرہ میں شامل ہو جانا چاہئے''۔حقوق کے لئے جہاں تک جلسے جلوس کا تعلق ہے ٹھیک ہے کیونکہ اس کی حکومت نے ایک حد تک اجازت دی ہوئی ہے۔لیکن ہڑتال اور دکانیں بند اور توڑ پھوڑ، یہ چیزیں جائز نہیں۔

پھر'' ایک صاحب نے کہا کہ شہروں میں احمدیوں کی دکانیں چونکہ بہت کم ہوتی ہیں اس لئے اگر وہ کھلی رہیں تو حملہ کا خطرہ ہوتا ہے اور لوگ ڈنڈے سے بند کرواتے ہیں''۔اس پر فرمایا کہ'' اگر ڈنڈے سے کوئی بند کرائے تو کر دی جائے اور پولیس میں جا کر اطلاع دے دی جائے کہ ہم دکان کھولنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں فلاں آدمی نہیں کھولنے دیتے۔اگر پولیس حفاظت کا ذمہ لے تو کھول دی جائے ورنہ نہ سہی''۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا ہڑتال قانوناً ممنوع ہے؟ تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ'' قانون کا سوال نہیں۔یہ یوں بھی ایک فضول چیز ہے جس سے گاہک اور دکاندار دونوں کو نقصان پہنچتا ہے۔اب 29 تاریخ کو جو مسلمان باہر سے لاہور یا اپنے قریبی شہروں میں سودا وغیرہ خریدنے جائیں گے وہ مجبوراً ہندوؤں کی دکانوں سے سودا خریدیں گے (کیونکہ مسلمانوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے) جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔

(ماخوذ از اخبار الفضل قادیان مؤرخہ10/دسمبر1929ء نمبر47جلد17صفحہ6کالم1)

پھر آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ قانون شکنی کی تلقین کرنے والوں سے ہم کبھی تعاون نہیں کر سکتے۔ ''بعض جماعتیں ایسی ہیں جو بغاوت کی تعلیم دیتی ہیں۔بعض قتل و غارت کی تلقین کرتی ہیں۔بعض قانون کی

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
1954 NASIR ناصر 2011
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ☆ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ ۔ پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

پابندی کوضروری نہیں سمجھتیں۔ ان معاملات میں کسی جماعت سے ہمارا تعاون نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ہماری مذہبی تعلیم کے خلاف امور ہیں۔ اور مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہماری دشمن ہوجائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اُسے صلیب پر لٹکانا شروع کردے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا کہ قانونِ شریعت اور قانونِ ملک کبھی توڑا نہ جائے۔ اگر اس وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں تب بھی یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے خلاف چلیں''۔

(الفضل 6/اگست1935ء جلد 23نمبر31صفحہ 10کالم 3)

پس ہڑتالوں کے بارہ میں بڑے واضح طور پر یہ سارے احکامات سامنے آ گئے ہیں۔ مَیں نے پہلے بھی حدیث کی وضاحت میں سورۃ بقرۃ کی آیت 206 کا ایک حصہ سنایا تھا کہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ جب زبردستیاں شروع ہوتی ہیں تو فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت بدقسمتی سے اس فساد کی حالت میں سب سے زیادہ مسلمان ممالک اس کی لپیٹ میں ہیں۔ یہ مکمل آیت جو ہے یوں ہے کہ وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْھَا وَیُھْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ (البقرۃ:206) اور جب وہ صاحبِ اختیار ہوجائے تو زمین میں دوڑا پھرتا ہے تاکہ اس میں فساد کرے اور فصل اور نسل کو ہلاک کرے جبکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

تو جب ظالم حکمران ہوجاتے ہیں تو وہ دوسروں کی جو مخالفین ہیں اُن کی جائیدادوں کو، اُن کی فصلوں کو، اُن کی نسلوں کو بے دریغ نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب یہ پوری آیت جو ہے یہ حکمرانوں کو تنبیہ کررہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک عمومی فرمان بھی ہے کہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ اس لئے بغاوت کرنے والوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ قرآنِ کریم صرف عوام الناس کو یہ حکم نہیں دیتا بلکہ حکمرانوں کو بھی یہی کہتا ہے کہ اپنے اقتدار پر تکبر کرکے ملک میں فساد پیدا نہ کرو۔ عوام کے حقوق تلف نہ کرو۔ امیر اور غریب کے فرق کو اتنا نہ بڑھاؤ کہ عوام میں بے چینی پیدا ہوجائے اور اس کے نتیجے میں پھر بغاوت کے حالات پیدا ہوں اور اس طرح تم اپنے اس عمل کی وجہ سے بھی خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آ ؤ۔

اب دیکھیں جو حالات سامنے آرہے ہیں، بلا استثناء ہر جگہ یہی آواز اُٹھ رہی ہے کہ قومی دولت لوٹی گئی ہے اور عوام کو اُن کے حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ کس قدر بدقسمتی ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر نصیحت کی اور تنبیہ فرمائی تھی، اُنہی میں سے سب سے آگے یہ لوگ ہیں جو آج کل مسلمان ملکوں کے حکمران ہیں، جو اس قسم کی غلط حرکتیں کررہے ہیں۔ عوام کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری حکمرانوں کی ہے، اُن کی اقتصادیات کی بہتری کی ذمہ داری حکمرانوں کی ہے۔ اُن کی صحت کی ذمہ داری حکمرانوں کی ہے اور اس طرح دوسرے بہت سارے حقوق ہیں۔ غرضیکہ یہ سب حکومتوں کے کام ہیں۔ اُن کو یہ ادا کرنے چاہئیں۔ ان کو سرانجام نہ دے کر یہ لوگ فساد پیدا کررہے ہیں اور فساد اللہ تعالیٰ کی نظر میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

پس ہمارے حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی قدر کرتے ہوئے اُن اصولوں اور اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کی مثالیں ہم دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے جب حکومت تھی تو کس طرح انصاف قائم فرمایا تھا کہ عیسائی، عیسائیوں کی حکومت دوبارہ قائم ہونے پر رو رو کر یہ دعا کرتے تھے کہ مسلمان دوبارہ ہمارے حکمران بن جائیں۔ اور یہاں یہ حال ہے کہ مسلمان رعایا مسلمان حکمرانوں کے خلاف کھڑی ہے کہ انصاف قائم نہیں ہورہا۔ پس اُس تقویٰ کی تلاش کی ضرورت ہے جو آج مسلمانوں میں مفقود ہے، ختم ہوچکا ہے۔ حکمران ہیں یا عوام ہیں دونوں اگر اس اَصل کو پکڑیں گے تو کامیاب ہوں گے۔ بہرحال احمدیوں کے لئے یہ واضح ہدایت ہے کہ اپنے آپ کو اس فساد سے بچانا ہے۔ دعائیں کریں۔ اگر دل سے نکلی ہوئی دعائیں ہوں گی تو ایک وقت میں جب اللہ تعالیٰ چاہے گا قبولیت کا درجہ پائیں گی اور ان ظالموں سے اگر ظالم حکمران ہیں تو نجات ملے گی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

آگے بھی جو تبدیلیوں کے بعد حالات نظر آرہے ہیں وہ شاید عارضی امن کے تو ہوں لیکن مستقل امن کے نہیں ہیں۔ اس طرح جو تبدیلیاں ہوتی ہیں، جو ظلم کرکے اقتداروں پر قبضہ کیا جاتا ہے یا انقلاب لائے جاتے ہیں تو اُن میں بھی ایک مدت کے بعد پھر ظالم حکمران پیدا ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ ایک ظالم کے جانے کے بعد دوسرے ظالم آجاتے ہیں۔ اس لئے یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر کوئی ظالم حکمران کبھی مسلّط نہ کرے۔ اللہ کرے کہ عامّۃ المسلمین بھی اور حکمران بھی اپنے اپنے فرائض اور حقوق کو پہچانیں اور پھر اُن کو ادا کرنے کی کوشش کریں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کریں۔

اس وقت جمعہ کی نماز کے بعد مَیں (چند) جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ امۃ الودود صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبدالحیٔ شاہ صاحب ناظرِ اشاعت انجمن احمدیہ ربوہ کا ہے۔ دو دن پہلے اچانک بلڈ پریشر ہائی ہوا اور ہسپتال میں داخل تھیں کہ برین ہیمبرج ہوگیا اور وہیں 25 مارچ کو اُن کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اُن کی عمر 72 سال تھی۔ محترم شیخ محبوب الٰہی صاحب ساکن سری نگر کی بیٹی تھیں جو ایک برہمن تھے اور ہندو مذہب ترک کرکے خود احمدی ہوئے تھے۔ اُن کا پہلا نام رادھا کرشن تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے شیخ صاحب کو قادیان بلاکر دینی تعلیم دلوائی، اور پھر انہوں نے خدمت دین کی۔ مرحومہ کی والدہ محترمہ خواجہ عبدالعزیز ڈار صاحب ابن حضرت حاجی عمر ڈار صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اچھے آسودہ حال گھرانے سے تھیں لیکن واقفِ زندگی سے شادی ہوئی ہے تو اپنے وقف کو خوب نبھایا ہے اور ہر حالت میں خوشی سے گزارہ کیا ہے۔ ملنسار اور غریب پرور تھیں۔ ایک چھ سات سال کی بچی کو لے کر پالا۔ تربیت کی، پرورش کی، اُسے تعلیم دلوائی اور اپنے خرچ پر اُس کی شادی کی۔ ہمارے جو احمد یحيٰ صاحب ہیں Humanity First کے چیئرمین، یہ اِن کی والدہ تھیں۔

دوسرا جنازہ محمد سعید اشرف صاحب ابن چوہدری محمد شریف صاحب لاہور کا ہے۔ یہ ایک سڑک عبور کرتے ہوئے 27/مارچ کو ایک ایکسیڈنٹ کا شکار ہوگئے۔ تین موٹر سائیکل سواروں نے آپ کو ٹکر ماری۔ آپ اور آپ کی اہلیہ دونوں جارہے تھے۔ اہلیہ کو تو چوٹیں لگیں۔ یہ وہیں سائیڈ پر گر گئے اور موٹر سائیکل ان کے اوپر سے گزر گیا۔ بہرحال سہارے سے اٹھے اور رکشہ کو رکوایا۔ ہسپتال جارہے تھے لیکن جب وہاں ہسپتال جاکے مرہم پٹی کی ہے تو ابھی دس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ سانس رکنے لگا اور وہیں وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے نانا حضرت فضل دین صاحبؓ اور نانی حسن بی بی صاحبہؓ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اور جماعت سے وفا اور خلافت سے انتہائی وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ جماعتی کاموں میں حصہ لینے والے تھے۔ ان کے ایک بیٹے محمد احسن سعید صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ جامعہ احمدیہ جرمنی میں بطور استاد کام کررہے ہیں۔ یہ جانے لگے تھے تو اُن کی والدہ نے کہا کہ وقف کا تقاضا یہی ہے کہ تم یہاں نہ آؤ اور اپنے فرائض انجام دو تو دوسرا جنازہ ان کا ہے جو ادا ہوگا۔

تیسرا جنازہ نعیمہ بیگم صاحبہ کا ہے۔ اوہائیو امریکہ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معالجِ خاص تھے اُن کی بیٹی تھیں اور خلافتِ ثانیہ سے لے کر اب تک خلافت سے اِن کا بڑا تعلق تھا اور ذاتی تعلق تھا اور بڑا اخلاص و وفا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کہنے پر انہوں نے ایم اے ہسٹری کیا ہے۔ جامعہ نصرت میں کچھ عرصہ پڑھایا۔ پھر آج کل اپنے بیٹے کے پاس امریکہ میں مقیم تھیں۔ وہاں بھی یہ لجنہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کے درجات بلند کرے۔

اگلا ایک اَور جنازہ نعیم احمد وسیم صاحب کا ہے جو 6/مارچ کو امریکہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ حضرت حاجی محمد دین صاحب تہالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے جو قادیان میں ''دعاؤں کی مشین'' کے نام سے معروف تھے۔ نہایت مخلص، متوکل اور فدائی خادمِ سلسلہ تھے اور سب جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت مرزا ناصر احمد خلافت سے پہلے جب خلافت ثانیہ میں حفاظت مرکز کی نگرانی کا کام ان کے سپرد تھا تو اس وقت یہ اُن کے ساتھ بھی کام کرتے رہے ہیں۔ ربوہ کی سنگِ بنیاد کی تقریب میں بھی یہ شامل ہوئے تھے۔ اُس کے بعد یہ امریکہ چلے گئے۔ وہاں امریکہ میں بھی انصار اللہ کے قائد مال کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ چند مہینے پہلے ان کو دل کا حملہ ہوا تھا اور کافی حالت خراب ہوگئی تھی۔ اُس وقت بھی مسجد کے لئے انصار اللہ کی کوشش تھی اور چندہ اکٹھا کررہے تھے تو ہوش میں آتے ہی جو پہلا سوال کیا وہ یہی تھا کہ مسجد کے چندے کا حساب کتاب ٹھیک کرلیا گیا ہے کہ نہیں؟ یا فلاں فلاں بل کی ادائیگی ہونی تھی وہ کردی ہے کہ نہیں کردی۔

اللہ تعالیٰ اِن سب مرحومین کے درجات بلند فرمائے، اور اِن کی نیکیاں اِن کی نسلوں میں جاری رکھے۔ نمازِ جمعہ کے بعد اِن کی نمازِ جنازہ ہوگی۔

بقیہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے

از صفحہ13

عبادت کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ایسا خیال پیدا ہوتا ہے۔

(2) دوسری غلطی لوگوں کو یہ لگی ہوئی تھی کہ وہ نماز میں دعا کرنا بھول گئے تھے۔ سُنّیوں میں تو نماز میں دعا کرنا گویا کفر سمجھا جاتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ نماز پڑھ چکنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب اس بات کا ذکر آتا تو آپ ہنستے اور فرماتے۔ ان لوگوں کی تو ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے مگر وہاں چپ چاپ کھڑا رہ کر واپس آجائے۔ اور جب دربار سے باہر آجائے تو کہے حضور یہ کچھ دلایا جائے وہ کچھ دلایا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دعا نماز میں کرنی چاہئے اور اپنی زبان میں بھی کرنی چاہئے تاکہ جوش پیدا ہو۔

(3) بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ظاہری عبادت کافی ہے۔ ہاتھ میں تسبیح پکڑ لی اور بیٹھ گئے۔ ان لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جس میں لکھا تھا۔ اگر کوئی فلاں دعا پڑھ لے تو سارے صلحاء کی نیکیاں اسے مل جائیں گی۔ اور سب گناہ گاروں کے برابر گناہ اگر اس نے کئے ہوں تو وہ بخشے جائیں گے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہوا نہیں روزانہ نمازیں پڑھنے کی کیا ضرورت محسوس ہوسکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ یہ جسم تو گھوڑا ہے اور روح اس پر سوار ہے۔ تم نے گھوڑے کو پکڑ لیا اور سوار کو چھوڑ دیا۔ ظاہری عبادتیں تو روحانی پاکیزگی کا ذریعہ ہیں اس لئے قلبی پاکیزگی پیدا کرو جو اصل مقصود ہے۔

(باقی آئندہ)

زلازل اور قدرتی آفات کے روحانی اسباب

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

خدا کے ارادے کے بغیر زلزلے اور قدرتی آفات نہیں آسکتیں

خدا تعالیٰ کی حکومت زمین و آسمان کے ذرہ ذرہ پر ہے۔فرمایا تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (الملک: 2) بس وہی ایک برکت والا ثابت ہوا جس کے قبضہ ءقدرت میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

نیز فرمایا'' اَللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّاھُوَ۔اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرۃ: 256) کہ وہی معبود برحق ہر یک چیز کی جان اور ہر یک وجود کا سہارا ہے''۔

(شحنہ ء حقّ ۔روحانی خزائن جلد 2صفحہ72)

اسی آیت (البقرۃ:256) کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :'' یعنی وہی خدا ہے۔اُس کے سوا کوئی نہیں۔وہی ہر ایک جان کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔اس آیت کے لفظی معنے یہ ہیں کہ زندہ وہی خدا ہے اور قائم بالذّات وہی خدا ہے۔ پس جبکہ وہی ایک زندہ ہے اور وہی ایک قائم بالذّات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص جو اُس کے سوا زندہ نظر آتا ہے وہ اُسی کی زندگی سے زندہ ہے۔اور ہر ایک جو زمین یا آسمان میں قائم ہے وہ اُسی کی ذات سے قائم ہے۔'' (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد23صفحہ120۔ مطبوعہ لندن)

تمام تغیرات اور حوادث کے ظاہری اسباب بھی ہوتے ہیں اور باطنی بھی

زمین و آسمان میں جو کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے اُس کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ایک جسمانی اور طبعی اور دوسری روحانی اور باطنی۔ اور اُس کا اثر اور نتیجہ بھی جسمانی اور روحانی دونوں طریق پر ہوتا ہے۔اکثر لوگوں کی نگاہ صرف سطح پر ہی رک جاتی ہے اور اُس کے نیچے پوشیدہ باطنی اور روحانی وجہ تک پہنچنے سے قاصر رہ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے جسمانی اور روحانی نظاموں کے درمیان موافقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

'' جس شخص کی دونوں سلسلوں پر نظر ہے وہ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اجرام علوی اور اجرام سفلی اور تمام کائنات الجوّ میں جو کچھ تغیّر اور تحوّل اور کوئی امر مستحدث ظہور میں آتا ہے۔اُس کے حدوث کی درحقیقت دو علّتیں یعنی موجب ہیں۔

اول: پہلے تو یہی سلسلہ علل نظام جسمانی جس سے ظاہری فلسفی اور طبعی بحث اور سروکار رکھتا ہے اور جس کی نسبت ظاہر بین حکماء کی نظر یہ خیال رکھتی ہے کہ وہ جسمانی علل اور معلولات اور موثرات اور متاثرات سے منضبط اور ترتیب یافتہ ہے۔

دوم: دوسرے وہ سلسلہ جو ان ظاہر بین حکما کی نظر قاصر سے مخفی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے ملائک کا سلسلہ ہے جو اندر ہی اندر اس ظاہری سلسلہ کو مدد دیتا ہے اور اس ظاہری کاروبار کو انجام تک پہنچا دیتا ہے اور بالغ نظر لوگ بخوبی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ بغیر تائید اس سلسلہ کے جو روحانی ہے ظاہری سلسلہ کا کام ہرگز چل ہی نہیں سکتا۔اگرچہ ایک ظاہر بین فلاسفر اسباب کو موجود پاکر خیال کرتا ہے کہ فلاں نتیجہ ان اسباب کے لئے ضروری ہے۔مگر ایسے لوگوں کو ہمیشہ شرمندہ ہونا پڑتا ہے جبکہ باوجود اجتماع اسباب کے نتیجہ برعکس نکلتا ہے یا وہ اسباب اپنے اختیار اور تدبیر سے باہر ہو جاتے ہیں ۔ مثلاً ایک طبیب نہایت احتیاط سے ایک بیمار بادشاہ کا علاج کرتا ہے یا مثلاً ایک گروہ طبیبوں کا ایسے مریض کے لئے دن رات تشخیص مرض اور تجویز دوا اور تدبیر غذا میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ اپنے دماغ کی تمام عقل اس پر خرچ کر دیتا ہے۔مگر جبکہ اس بادشاہ کی موت مقدر ہوتی ہے تو وہ تمام تجویزیں خطا جاتی ہیں اور چند روز طبیبوں اور موت کی لڑائی ہو کر آخر موت فتح پاتی ہے۔اس طور کے ہمیشہ نمونے ظاہر ہوتے رہتے ہیں مگر افسوس کہ لوگ ان کو غور کی نظر سے نہیں دیکھتے۔

بہرحال یہ ثابت ہے کہ قادر مطلق نے دنیا کے حوادث کو صرف اسی ظاہری سلسلہ تک محصور اور محدود نہیں کیا بلکہ ایک باطنی سلسلہ ساتھ ساتھ جاری ہے۔ اگر آفتاب ہے یا ماہتاب یا زمین یا وہ بخارات جن سے پانی برستا ہے یا وہ آندھیاں جو زور سے آتی ہیں یا وہ اولے جو زمین پر گرتے ہیں یا وہ شہب ثاقبہ جو ٹوٹتے ہیں ۔ اگرچہ یہ تمام چیزیں اپنے کاموں اور تمام تغیّرات اور تحوّلات اور حدوثات میں ظاہری اسباب بھی رکھتی ہیں جن کے بیان میں ہیئت اور طبعی کے دفتر بھرے پڑے ہیں لیکن بایں ہمہ عارف لوگ جانتے ہیں کہ ان اسباب کے نیچے اَور اسباب بھی ہیں جو مدبّر بالارادہ ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں نام ملائک ہے۔ وہ جس چیز سے تعلق رکھتے ہیں اُس کے تمام کاروبار کو انجام تک پہنچاتے ہیں اور اپنے کاموں میں اکثر اُن روحانی اغراض کو مدّنظر رکھتے ہیں جو مولیٰ کریم نے اُن کے سپرد کی ہیں اور اُن کے کام بیہودہ نہیں بلکہ ہر ایک کام میں بڑے بڑے مقاصد اُن کے مدّنظر رہتے ہیں''۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5۔ حاشیہ صفحہ 122 تا125)

پس وہ تمام لوگ جو خدا تعالیٰ کو ہر ایک چیز کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا یقین کرتے ہیں اُن کا فرض ہے کہ آج کل دنیا بھر میں اوپر تلے جو زلزلے، سونامی، طوفان اور دیگر آفات غیر معمولی شدّت کی آ رہی ہیں اُن کی صرف طبعی وجوہات کو ہی نہ دیکھیں بلکہ اُن کے نیچے پوشیدہ روحانی وجوہات اور خدائی حکمتوں کو بھی بصیرت کی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کریں۔ نیز قرآنِ کریم اور مامورِ زمانہ علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں پر بھی غور کریں جو ان کے وقوع سے بہت پہلے سے شائع شدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بار بار حضرت مسیح موعودؑ کو زلازل اور ان کی اغراض سے مطلع فرمایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رؤیا وکشوف اور الہامات کے مجموعہ پر مشتمل کتاب'' تذکرہ'' کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً زلزلوں کے آنے کی خبر دی۔ بالخصوص یہ سلسلہ 1905ء سے شروع ہوا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ:

'' وحیِ حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اَور ہی قِسموں کی مار''

یعنی زلزلوں کے علاوہ کوئی دوسری آفات بھی ان سے مراد ہوسکتی ہیں۔آپ نے فرمایا کہ یہ زلازل وغیرہ یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کوئی خاص تبدیلیاں لانا چاہتا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' یوں تو زمین میں ہمیشہ کانیں نکلتی رہتی ہیں اور آتش فشاں پہاڑ پھٹتے رہتے ہیں مگر اب خصوصیت سے ان زلزلوں کا آنا اور زمین کا الٹنا یہ آخری زمانہ کی علامتوں میں سے ہے۔اور اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا (الزلزال:3) اسی کی طرف اشارہ ہے۔زمانہ بتلا رہا ہے کہ وہ ایک نئی صورت اختیار کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ خاص تصرّفات زمین پر کرنا چاہتا ہے''۔

(البدر 21 نومبر 1902ء بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد چہارم (سورۃ الزلزال) صفحہ 687)

نیز فرمایا:

''مَیں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا کہ جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآاِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓ اِسْرَآئِیْلَ (یونس:91) خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آ جائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے۔تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا۔ یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور ان دنوں میں پورا ہوگا۔جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے''۔

اس کے نیچے حضور علیہ السلام حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

'' خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ مَیں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں۔ پس مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی۔اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہے۔اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصّہ ایشیا کے لئے مقدر ہے۔جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 199 -200)

یہ پیشگوئی اس شان سے نمایاں رنگ میں پوری ہو چکی ہے کہ اس سے انکار ممکن نہیں اور زور آور حملے اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک خدا کے بھیجے ہوئے نذیر کی سچائی ظاہر نہ ہو جائے۔امریکہ کے محکمہ U.S. GIOLOGICAL SURVEY - HISTORIC WORLD EARTH QUAKES کے مطابق 1905ء سے 2005ء تک 7.2 ریکٹر سکیل کے زلزلوں کی تعداد 209 تھی جبکہ اس سے پہلے 1556ء (جب سے ریکارڈ رکھا گیا) تا1905ء اس شدت کے صرف 40 زلزلے آئے۔گزشتہ صدی میں اس سے پہلے کی صدیوں کے مقابلہ میں اٹھارہ گنا زیادہ زلزلے آئے۔کیا یہ نشان کافی نہیں؟

زلزلوں اور طبعی آفات کی روحانی وجوہات

الغرض اس زمانہ میں قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق عذاب آ رہے ہیں اور اسی لئے یہ غیر معمولی نوعیت کے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام طاعون کے نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (ترجمہ عربی عبارت)

'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْمُعَذِّبُوْھَا عَذَابًا شَدِیْدًا (بنی اسرائیل:59) یعنی روئے زمین پر کوئی ایسی بستی نہیں ہوگی جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا اسے بہت سخت عذاب نہ دیں۔پس تم اس آیت کے مطابق تباہی کو دیکھ رہے ہو اور یہ اس وجہ سے ہے کہ لوگ تقویٰ اختیار نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فسق و فجور پھیلا رہے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے اور گناہوں اور بے حیائی میں بڑھتے جا رہے ہیں اور باز نہیں آ رہے۔اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اتارا ہے اُسے سنو تو وہ ایڑیوں کے بل پھر جاتے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عذاب کے ساتھ پکڑ لیا تا کہ وہ باز آ جائیں''۔

(مواہب الرحمن ۔روحانی خزائن جلد 19صفحہ 245-246)

نیز فرمایا:

'' جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اُس پر ظاہر ہو گا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصّے زمین کے زیروزبر کئے جائیں گے اور سخت طاعون پڑے گی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اُس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے۔جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16)۔**یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے**

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

پہلے رسول نہ بھیج دیں۔ پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ کے گزشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے، جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے۔ ......اسی طرح عام طور پر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب کرنا چاہتے ہیں تو اُن کے دلوں میں فسق و فجور کی خواہش پیدا کر دیتے ہیں۔ تب وہ اِتباع شہوات اور بے حیائی کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ تب اُس وقت اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں جو بالطبع عذاب کے مقتضی ہیں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 499-500)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اگر انسان اللہ تعالیٰ سے بھی صلح رکھیں اور بنی نوع انسان سے بھی صلح رکھیں تو ان پر کبھی تباہی نہیں آ سکتی۔ بگاڑ ہمیشہ اُسی وقت پیدا ہوتا ہے جب لوگ خدا تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کر لیتے ہیں اور اُس کی طرف سے عذاب اور تباہیاں آنے لگتی ہیں۔ یا پھر بنی نوع انسان کو اپنے خلاف بھڑکا لیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بغاوت، ڈاکے، قتل اور خونریزیاں شروع ہو جاتی ہیں۔

دنیا میں آخر عذاب کیوں آتا ہے؟ طاعون دنیا میں کیوں آئی؟ زلازل کیوں آ رہے ہیں؟ اسی لئے کہ لوگوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بگاڑ لئے۔ اس کے مقابل میں لوگ آپس میں کیوں لڑتے ہیں؟ اس لئے کہ کچھ لوگ دوسروں پر ظلم کرتے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں پس و پیش سے کام لیتے ہیں۔ جب یہ بات لوگوں کی قوت برداشت سے بڑھ جاتی ہے تو وہ لڑائی شروع کر دیتے ہیں۔ یہی فساد کی دو وجوہ ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ سے بگاڑ یا بنی نوع انسان سے بگاڑ۔''

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود (زیر سورۃ البینہ) جلد نہم صفحہ 389)

شرعی اور طبعی عذاب میں فرق

عذاب یا تو شرعی ہوتا ہے یا طبعی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ عذاب ہمیشہ دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو شرعی عذاب ہوتے ہیں اور ایک طبعی عذاب ہوتے ہیں۔ شرعی عذاب اُسی وقت آتا ہے جب لوگ خدا تعالیٰ کے کسی رسول کی تکذیب کریں۔ مگر طبعی عذاب کے لئے یہ کوئی شرط نہیں بلکہ جو قوم بھی ترقی کے اُن اسباب سے غافل ہو جائے گی جو خدا تعالیٰ نے مادی عالم میں مقرر کئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عام قانون کے تحت خود بخود ہلاک ہو جائے گی۔ ......ان دونوں قسم کے عذابوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مختلف آیات میں ذکر فرمایا ہے۔

شرعی عذابوں کے متعلق تو فرمایا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16) یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک اس کی طرف اپنا کوئی رسول نہ بھیج لیں۔ جب رسول کے آنے کے بعد اس قوم پر اتمام حجت ہو جاتی ہے اور وہ انکار اور تکذیب میں بڑھتی چلی جاتی ہے تو آخر اُس قوم کی تباہی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور وہ عذاب کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ شرعی عذاب ہے جو مامورین کی تکذیب کے نتیجہ میں قوموں پر آتا ہے۔

اس عذاب کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ اس کے متعلق پہلے سے پیشگوئیوں میں خبر دے دی جاتی ہے۔ یا غیر معمولی طور پر دنیا میں ایسی بلاؤں اور آفات کا ظہور ہونے لگتا ہے جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ مثلاً یکدفعہ زلزلوں پر زلزلے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یا بیماریاں، قحط، لڑائیاں اور دوسری قسم کے مصائب ایک ہی وقت میں اس طرح جمع ہو جاتے ہیں کہ لوگوں میں ایک شور مچ جاتا ہے اور ہر شخص تسلیم کرتا ہے کہ یہ غیر معمولی حوادث ہیں۔

اِن شرعی عذابوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ یہ عذاب وقفہ وقفہ کے بعد آتے ہیں تا کہ جو لوگ عذاب کے ان متواتر جھٹکوں سے بیدار ہو سکیں وہ بیدار ہو جائیں اور کُلّی تباہی سے محفوظ رہیں...... یہ تو شرعی عذابوں کا ذکر تھا۔

طبعی عذابوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد: 12) یعنی اللہ تعالیٰ کبھی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی اندرونی حالت کو نہ بدل دے۔ جب وہ خود اپنے اعمال سے اُس مقام کو کھو بیٹھتی ہے جو خدا تعالیٰ نے اُسے عطا کیا تھا تو خدا تعالیٰ کا سلوک بھی اُس سے بدل جاتا ہے اور وہ قوم ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ لوگ اُس کے انعامات کے وارث ہوں مگر جب وہ خود اپنے ہاتھوں زہر کھانا شروع کر دیں تو خدائی قانون کے ماتحت وہ زہر اُن کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ (زیر تفسیر سورۃ الحج آیت 66) جلد ششم صفحہ 84-85)

آج کل جو اوپر تلے زلزلے اور قدرتی آفات دنیا کے مختلف حصوں میں مثلاً آزاد کشمیر، پاکستان، انڈونیشیا، ہیٹی، آسٹریلیا، جاپان وغیرہ میں اور اسی طرح دنیا کے مختلف حصوں میں بیماریاں، قحط، لڑائیاں اور ایٹمی ریڈی ایشن وغیرہ آفات ظاہر ہو رہی ہیں وہ ساری ہی غیر معمولی نوعیت کی ہیں۔ تعداد اور شدّت میں اوسط سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ ان سے پہلے متعدد پیشگوئیاں شائع شدہ اور متعارف ہیں۔ دنیا عموماً خدا کے خوف اور تقویٰ سے عاری ہو چکی ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے عدل نہیں کرتے بلکہ ظلم کرتے ہیں۔ بے حیائی اور فسق و فجور عام ہے۔ لوگوں کی نہ خدا سے صلح ہے نہ انسانوں سے۔ خدا رحم کرے یہ سب نشانیاں تو شرعی عذاب کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

شرعی عذاب کو محض آفت قرار دے کر مطمئن ہو جانا خدا کے مزید عذابوں کو دعوت دینا ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ اب رسول آنے بند ہو گئے ہیں اس لئے اب قدرتی آفتیں تو آ سکتی ہیں، شرعی عذاب نہیں آ سکتے۔ یہ ایک بہت خطرناک خیال ہے کیونکہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ رسولوں کے انذار کے بعد آنے والے عذاب کو ان کے مخالف مکذبین یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ قدرتی آفات تو ہمیشہ آیا ہی کرتی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ سورۃ القصص کی آیت 60 وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۔ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ (القصص:60) اور تیرا ربّ بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا یہاں تک کہ ان (بستیوں) کی ماں میں رسول مبعوث کر چکا ہوتا ہے جو ان پر ہماری آیات پڑھتا ہے۔ اور ہم اس کے سوا بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے کہ ان کے بسنے والے ظالم ہو چکے ہوں۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ جب تک کسی ملک کے مرکزی مقام پر یعنی اس مقام پر جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں دین کا مرکز ہونے کے لائق ہو اللہ تعالیٰ کسی رسول کو نہ بھیج لے جو اس ملک کے لوگوں کو خدا تعالیٰ کے احکام سے آگاہ کرے اُس وقت تک خدا تعالیٰ اس ملک پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کبھی کسی ملک کو اس وقت تک ہلاک کرتا ہے جبکہ اس ملک کے رہنے والے انصاف پسند ہوں۔ عذاب صرف قوم کے ظالم ہو جانے کی وجہ سے یا نبی کے ردّ کرنے کی وجہ سے آتا ہے۔

اِسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (طٰہٰ: 135) یعنی اگر نبیوں کی بعثت سے پہلے ہم اُن کو ہلاک کر دیتے تو یہ ہم پر اعتراض کرتے کہ جب ہم گمراہ تھے اور ہدایت کے محتاج تھے تو تُو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیرے احکام کو قبول کر لیتے۔ اور خدا تعالیٰ ان کے اعتراض کو صحیح تسلیم کرتا ہے اور اس کا ردّ نہیں کرتا۔ بلکہ اس مضمون کو قرآن کریم کے متعدد مقامات پر بیان کر کے اس کی اہمیت کو ثابت فرماتا ہے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۔ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۔ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ (الانعام :131-132) یعنی اے جنّوں اور انسانوں کی جماعتو! کیا تم میں سے ہی تمہارے پاس ہمارے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں ہمارے احکام پڑھ پڑھ کر سناتے اور تم پر جو یہ دن آنے والا تھا اس سے تمہیں ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے ہم اپنے خلاف گواہی دیتے ہیں اور درحقیقت انہیں ورلی زندگی نے دھوکہ دیا اور انہوں نے اپنے خلاف آپ گواہی دے دی کہ وہ کافر تھے۔ یہ (رسولوں کا بھیجنا اور کفار پر حجت قائم کرنا) اس لئے تھا کہ تیرا خدا شہروں کو اُس حالت میں کہ لوگ غافل تھے ظالمانہ طور پر ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا ہوشیار کرنے کے کسی قوم کی ہلاکت کا فتویٰ لگا دینا ظلم ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اگر کوئی قوم ہدایت کی محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہادی نہ بھیجے لیکن قیامت کے دن اسے سزا دے کہ تم نے کیوں احکام الٰہی پر عمل نہیں کیا تھا تو یہ ظلم ہو گا اور اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت ہے کہ وہ اس وقت تک کوئی عالمگیر عذاب دنیا پر نازل نہیں کرتا جب تک کہ اس سے پہلے لوگوں کو ہوشیار کرنے کے لئے وہ اپنا کوئی رسول مبعوث نہ کر دے۔ اور چونکہ اس زمانہ میں بھی دنیا پر ایسی تباہیاں اور عذاب آ رہے ہیں کہ جن کی اس سے پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس لئے یہ عذاب اور تباہیاں بھی بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ثبوت ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور جنہوں نے دنیا کو قبل از وقت ہوشیار کرتے ہوئے فرما دیا تھا کہ: ''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا''۔ (براہین احمدیہ صفحہ 557) چنانچہ اس الہام کے بعد خدا تعالیٰ کے حملے مختلف زلازل اور لڑائیاں اور بیماریاں اور سیلابوں کی شکل میں اس زور سے ہوئے کہ ان کے نتیجہ میں لاکھوں لوگ ہلاک ہو گئے اور انہوں نے دنیا میں ہی قیامت کا نظارہ دیکھ لیا۔ مگر افسوس کہ اتنی شدید تباہیوں کے بعد بھی بعض لوگوں کے دل ایسے سخت ہو جاتے ہیں کہ وہ بڑی دلیری سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان زلازل اور طوفانوں اور بیماریوں اور لڑائیوں کا کیا ہے۔ یہ مصائب تو ہمیشہ دنیا میں آتے رہے ہیں اور چونکہ پہلے زمانوں میں بھی ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں کے مقابلہ میں اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور ان کے نشانات کی تحقیر کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس اعتراض کا بھی ذکر کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

(الاعراف: 95-96) یعنی ہم نے کبھی کوئی رسول کسی بستی کی طرف نہیں بھیجا کہ اس کے بھیجنے کے ساتھ ہی وہاں کے لوگوں کو ہم نے مالی اور بدنی مصائب میں گرفتار نہ کیا ہو۔ اور اس سے ہماری غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ خداتعالیٰ کے حضور عاجزی کریں۔ پھر اس کے بعد ہم اُن کی تکلیف کو سہولت سے بدل دیا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ خوب ترقی کر جاتے ہیں تو یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ دُکھ اور سُکھ دونوں ہمارے باپ دادا کو بھی پہنچا کرتے تھے۔ پھر ان دکھوں میں نبیوں کی صداقت کا کیا ثبوت ہے؟ پس ہم اُن کو اچانک پکڑ لیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ ایسا کیوں ہوا۔

پس یہ ایک خطرناک خیال ہے جو حق سے دُور ہونے والے لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ حق یہی ہے کہ عالمگیر عذاب اُسی وقت اور اُسی زمانہ میں آتے ہیں جب پہلے کوئی رسول مبعوث ہو چکا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16) یعنی ہم کبھی عذاب نہیں بھیجا کرتے جب تک کہ اس سے پہلے رسول نہ بھیج لیا کریں۔ پس یہ عذاب اس قابل نہیں کہ ان کو معمولی سمجھا جائے بلکہ یہ اس بات کی علامت ہیں کہ اس وقت خداتعالیٰ کا کوئی رسول مبعوث ہو چکا ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ۔ (زیر تفسیر سورة القصص آیت 60)۔ جلد ہفتم صفحہ 528 تا 530)

دنیا عذابوں سے محفوظ رہنے کے لئے کیا کرے؟

دنیا اگر ان زلزلوں اور قدرتی آفات سے نجات پانا چاہتی ہے تو اس کا روحانی علاج یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس انتباہ اور نصیحت پر عمل کرے جو آپ نے تمام دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی (شائع کردہ 15 مئی 1907ء) میں ارشاد فرمایا تھا اور جس کا اعادہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر حال ہی میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مارچ 2011ء میں فرمایا ہے۔ (حضور ایدہ اللہ کے اس خطبہ کے مکمل متن کے لئے ملاحظہ ہو الفضل انٹرنیشنل شمارہ 14 مورخہ 8/اپریل 2011ء)۔ اس انتباہ اور حرفِ ناصحانہ کا کچھ حصہ پیشِ خدمت ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا کے ہر شخص تک یہ پہنچ جائے اور وہ اس پر کان دھرے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے، ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات پر آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ .... وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16) اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تُو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحدِ یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268-269)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم خدا کے حکموں پر چل کر اس کے شرعی عذابوں اور قوانین قدرت کی پیروی کر کے اُس کے طبعی عذابوں سے محفوظ رہیں۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

Bielefeld (جرمنی) کے ایک سکول میں

اسلام اور قرآن مجید کے موضوع پر نمائش کا کامیاب انعقاد

مختلف موضوعات پر تبلیغی نشستیں۔ مقامی ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ اس کی تشہیر۔ سینکڑوں افراد نے نمائش سے استفادہ کیا اور اسے سراہا۔

(رپورٹ۔ مشتاق شریف۔ صدر جماعت Bielefeld)

15 مارچ تا 18 مارچ شہر Bielefeld کے معروف گیزامٹ سکول ’’Martin- Niemöller‘‘ میں فلسفہ کے ٹیچر Bernhard Ferie کے تعاون کے ساتھ اسلام اور قرآن کے موضوع پر ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ اس نمائش کے انعقاد کے لئے مکرم ساجد احمد نسیم صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ اور مکرم جہانزیب شاکر صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت اوسنابروک نے مجلس عاملہ کے ممبران کے ساتھ میٹنگ کی۔ اس نمائش کے لئے تقریباً تین ہزار دعوت نامے شہر کے مختلف حصوں میں تقسیم کئے گئے۔ علاقہ کی دو معروف اخبارات اور علاقہ کے ایک ریڈیو کے ذریعہ اس نمائش کی تشہیر کی گئی۔ اسی طرح مختلف سکولوں اور یونیورسٹی اور شہر کے اداروں کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی۔

15 مارچ کو اس نمائش کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا۔ جس میں Bielefeld شہر کے - Bezirks bürgermeister، گیمنازیئم سکول کے ڈائریکٹر، شہر کی انتظامیہ اور ٹیچرز شامل ہوئے۔ اس افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم بمعہ جرمن ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم جہانزیب شاکر صاحب نے معزز مہمانوں کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا۔ پھر گیمنازیئم سکول کے ڈائریکٹر نے سکول میں اس نمائش کے انعقاد کی اہمیت بیان کی۔ علاقہ کے میئر نے اس نمائش کو خوب سراہا۔ اس کے بعد فلسفہ کے ٹیچر Bernhard Ferie نے اس نمائش کی اہمیت وضرورت کے بارہ میں وضاحت کی۔ آخر پر مرکزی نمائندہ مکرم لقمان مجوکہ صاحب نے اظہار تشکر کرتے ہوئے جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا۔ اس پروگرام کی تفصیلی خبریں Bielefeld علاقہ کے مشہور اخبار Neue Westfälische میں -Islam 'Ausstellung in Gesamtschulle' کی شہ سرخی کے ساتھ شائع کی گئیں۔ یہ اخبار روزانہ 244021 کی تعداد میں فروخت ہوتی ہے اور اسی طرح علاقہ کی دوسری مشہور اخبار Westfalen Blatt میں Einhundert Übersetzungen des Koran کی شہ سرخی کے ساتھ شائع کی گئی۔ اور اس اخبار کو علاقہ کے تقریباً سوا لاکھ (125,000) سے زائد افراد روزانہ پڑھتے ہیں۔

15 مارچ کو تقریباً 185 افراد نے اس نمائش سے استفادہ کیا۔ جس میں مختلف سکولوں کی بڑی کلاسز کے طلباء وطالبات، ٹیچرز، یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ انہیں خدا تعالیٰ کی ہستی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید، خانہ کعبہ، حج، جہاد، حضرت مسیح موعود علیہ السّلام، خلفاء احمدیت اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے متعلق معلومات فراہم کی گئیں اور اسلام کے بارہ میں کئے گئے ان کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اس کے علاوہ شام کو ایک تبلیغی میٹنگ منعقد کی گئی اس تبلیغی میٹنگ کا موضوع ’’Gehört der Islam zu Deutschland?‘‘ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت بمعہ جرمن ترجمہ کی گئی۔ اس کے بعد مکرم لقمان مجوکہ صاحب نے اس موضوع کو ایک Presentation کے ذریعہ بیان کیا اور عظیم مسلمانوں کے عظیم کارناموں، ایجادات اور علوم کا ذکر کیا۔ جن سے اہل مغرب نے خوب استفادہ کر کے ترقیات کی منازل طے کیں۔ اس کے بعد معزز مہمانوں نے مختلف سوالات کئے اور تسلی بخش جوابات کو خوب سراہا۔ پروگرام کے آخر پر مہمانوں کی چائے، کافی، کیک اور پکوڑوں وغیرہ سے خاطر تواضع کی گئی۔ اسی دوران کئی مہمانوں نے انفرادی طور پر احباب جماعت سے سوالات کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کیں۔ اس میٹنگ میں 13 جرمن مہمان شامل ہوئے۔

16 مارچ کو تقریباً 285 افراد نے اس نمائش سے استفادہ کیا۔ اسلام کے متعلق مختلف سوالات کے ذریعہ معلومات حاصل کیں۔ اس کے علاوہ شام کو منعقد کی گئی تبلیغی میٹنگ کا موضوع ’’Glauben und Vernunpft‘‘ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے جرمن ترجمہ کے بعد مکرم ڈاکٹر داؤد مجوکہ صاحب نے اس موضوع کے حوالہ سے ایک تفصیلی لیکچر دیا۔ اس کے بعد معزز مہمانوں نے مختلف سوالات کئے جن میں زیادہ تر سوالات خدا تعالیٰ کی ہستی، وحی و الہام، رویا وکشوف، حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت اور ان کی صداقت وغیرہ کے بارہ میں تھے۔ ان سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ پروگرام کے آخر پر مہمانوں کی چائے، کافی، کیک اور پکوڑوں وغیرہ سے خاطر تواضع کی گئی۔ اسی دوران کئی مہمانوں نے انفرادی طور پر احباب جماعت سے سوالات کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کیں۔ اس میٹنگ میں کل 41 جرمن وترک مہمان شامل ہوئے۔

مورخہ 17 مارچ کو تقریباً 227 افراد نے اس نمائش سے استفادہ کیا۔ اسلام کے متعلق مختلف سوالات کے ذریعہ معلومات حاصل کیں۔ اس کے علاوہ شام کو منعقد کی گئی تبلیغی میٹنگ کا موضوع ’’اسلام میں عورت کا مقام‘‘ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے جرمن ترجمہ کے بعد محترمہ ریحانہ اختر صاحبہ نے Presentation کے ذریعہ اسلام میں عورت بحیثیت بیوی، ماں، بیٹی اور بہن کے مقام، عورت کے حقوق اور شادی کے متعلق اسلامی تعلیمات، پردہ کی تعلیم، ورثہ میں عورت کا حصہ اور معاشرے کی ترقی میں عورت کے کردار، طلاق وخلع کی تعلیم کو بیان کیا۔ اس کے بعد معزز مہمانوں نے مختلف سوالات کئے۔ جن میں زیادہ تر سوالات پردہ کی تعلیم اور جرمن معاشرہ میں مسلمان عورت کو پردہ کے ساتھ مشکلات کے بارہ میں تھے۔ پروگرام کے آخر پر مہمانوں کی چائے، کافی، کیک اور پکوڑوں وغیرہ سے خاطر تواضع کی گئی۔ اسی دوران کئی مہمانوں نے انفرادی طور پر احباب جماعت سے سوالات کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کیں۔ اس میٹنگ میں کل 45 جرمن وعرب اور ترک مہمان شامل ہوئے۔

18 مارچ کو تقریباً 137 طلباء اور ٹیچرز نے اس نمائش سے استفادہ کیا۔ نمائش کا وقت 14:00 بجے تک تھا۔ فلسفہ کے ٹیچر Bernhard Ferie اور سکول کے طلباء کی خصوصی درخواست پر نماز جمعہ کا انتظام سکول میں ہی کیا گیا تاکہ وہ اسلامی عبادت کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔ مکرم ساجد احمد نسیم صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کی روشنی میں خدمت خلق کے بارہ میں اسلامی تعلیم، افریقی ممالک میں جاری مختلف پروجیکٹس اور ہیومینیٹی فرسٹ کے حوالہ سے خطبہ دیا۔

اس نمائش میں شامل ہونے والے جرمن مہمانوں نے مختلف موضوعات پر مشتمل 978 سے زائد تبلیغی لٹریچر اپنی خواہش کے مطابق حاصل کیا۔

اس نمائش کو کامیاب بنانے کے لئے جن احباب نے تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے اور اس کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے
از صفحہ2

معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب سے نازک موقع پر خطرناک طور پر ناقابل ثابت ہوگی۔ حتّٰی کہ دجّال تو اس میں پیدا ہوں گے مگر مسیح دوسری اُمّت سے آئے گا۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ حضرت مسیح جن کی عزت کے لئے یہ عقیدہ بنایا گیا ہے اس میں ان کی بھی درحقیقت ہتک ہے کیونکہ وہ مستقل نبی تھے۔ اگر وہ دوبارہ آئیں گے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ اس نبوت سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے اور انہیں اُمّتی بننا پڑے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتواں کام معجزات کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

ساتواں کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا کہ معجزات کے متعلق جو غلط فہمیاں تھیں، ان کی اصلاح کی۔ دنیا معجزات کے متعلق دو گروہوں میں تقسیم تھی۔ بعض لوگ معجزات کے کلی طور منکر تھے اور بعض ہر رطب و یابس قصہ کو صحیح تسلیم کر رہے تھے۔

جو لوگ معجزات کے منکر تھے انہیں آپ نے علاوہ دلائل کے اپنے معجزات کو پیش کر کے ساکت کیا اور دعویٰ کیا کہ ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

جو لوگ ہر رطب و یابس حکایت کو معجزہ قرار دے رہے تھے انہیں آپ نے بتایا کہ معجزہ تو ایک غیر معمولی کیفیت کا نام ہے اور غیر معمولی امور کے تسلیم کرنے کے لئے غیر معمولی ثبوت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پس انہی معجزات کو تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ

(1) جن کا ذکر الہامی کتاب میں ہو۔ یا یہ کہ ان کی تائید میں زبردست تاریخی ثبوت ہو۔

(2) دوسرے جو سنّت اللہ کے خلاف نہ ہو خواہ بظاہر اچنبھا نظر آئے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ کوئی مُردہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی کہے کہ فلاں نبی یا ولی نے مردہ زندہ کیا ہے تو چونکہ یہ قرآن کے خلاف ہوگا ہم اُسے ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ کیونکہ معجزہ دکھانے والی ہستی نے خود فرما دیا ہے کہ وہ مُردہ زندہ نہیں کرے گی۔

یہ عجیب بات ہے کہ مسلمان نہ صرف حضرت عیسیٰ کو بلکہ اور لوگوں کو بھی مُردے زندہ کرنے والے قرار دیتے ہیں۔ ہندواُن سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ مسلمانوں میں تو ایسی روایات ہیں کہ کوئی بزرگ تھے جن کے سامنے پکا ہوا مرغ لایا گیا۔ انہوں نے مزے سے اس کا گوشت کھایا اور پھر اس کی ہڈیاں جمع کر کے ہاتھ میں پکڑ کر دبائیں اور وہ کُڑکُڑ کرتا ہوا مرغ بن گیا۔ مگر ہندواُن سے بھی عجیب وغریب باتیں بیان کرتے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ ان کے کوئی رِشی تھے جو کہیں جا رہے تھے کہ انہوں نے ایک خوبصورت عورت دیکھ کر اسے پھسلانا چاہا، مگر وہ راغب نہ ہوئی کیونکہ بدبخت تھی۔ اس وقت اس رِشی کو یونہی انزال ہو گیا اور انہوں نے دھوتی اتار کر پھینک دی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس دھوتی سے بچہ پیدا ہو گیا کیونکہ رشی کا نطفہ ضائع نہیں جا سکتا تھا۔ اسی طرح نیل کنٹھ کے متعلق جو ایک چھوٹا سا پرندہ ہے کہتے ہیں اس نے ایک دریا کا سارا پانی پی لیا۔ ایک برات جا رہی تھی اسے کھا گیا اور ابھی اس کا پیٹ نہیں بھرا تھا۔ اب مسلمان ایسے معجزات کہاں سے لائیں گے۔ اس لئے اسی میں ان کی بہتری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معجزوں کے متعلق جو شرط قرار دی ہے اسے مان لیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے معجزات لوگوں سے منوائیں اور دوسروں کے معجزات سے انکار کریں۔

(3) تیسری شرط آپ نے یہ بتائی کہ معجزہ میں ایک رنگ کا اخفاء ضروری ہے۔ اگر اخفاء نہ رہے تو معجزہ کی اصل غرض جو ایمان کا پیدا کرنا ہے ضائع ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر عزرائیل آئے اور کہے کہ فلاں نبی کو مان لو ورنہ ابھی جان نکالتا ہوں تو فوراً تمام لوگ مان لیں گے اور ایسے ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ پس معجزہ کے لئے اخفاء ضروری ہے۔ کیونکہ معجزہ ایمان کے لئے ہوتا ہے اگر اس میں اخفاء نہ رہے تو اس پر ایمان لانا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ ہاں اس قدر مخفی بھی نہ ہونا چاہئے کہ دلیل کے درجہ سے ہی ساقط ہو جائے، ورنہ پھر لوگوں کے لئے حجت نہ رہے گا۔

(4) چوتھی شرط یہ ہے کہ معجزہ میں کوئی فائدہ مدنظر ہو۔ کیونکہ معجزہ لغو نہیں ہوتا اور تماشہ کی طرح نہیں دکھایا جاتا بلکہ اس کی کوئی نہ کوئی غایت اور غرض ہوتی ہے۔ پس جو معجزہ کسی مقصد اور فائدہ پر مشتمل ہو اسی کو تسلیم کیا جا سکتا ہے ورنہ اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آٹھواں کام شریعت کی عظمت کا قیام

آٹھواں کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا کہ شریعت کی عظمت قائم کی۔ شریعت کی عظمت غیر مسلموں میں بھی اور مسلمانوں میں بھی بالکل مٹی ہوئی تھی۔ آپ کے ذریعہ سے وہ پھر قائم ہوئی۔

(1) سب سے بڑا وسوسہ شریعت کے متعلق یہ پیدا ہو گیا تھا کہ لوگ شریعت کو چٹّی سمجھتے تھے۔ عیسائی کہتے تھے یسوع مسیح انسانوں کو شریعت سے بچانے کے لئے آیا تھا۔ گویا شریعت چٹّی تھی جس سے وہ بچانے آئے تھے۔ حالانکہ شریعت تو راہنمائی کے لئے تھی اور کوئی شخص راہنمائی کو چٹّی نہیں کہتا۔ کیا اگر کوئی کسی کو سیدھا راستہ بتائے تو وہ یہ کہا کرتا ہے کہ ہائے اس نے مجھ پر چٹّی ڈال دی۔ مسلمان بھی شریعت کو چٹی سمجھتے تھے کیونکہ انہوں نے اس قسم کی کوششیں کی ہیں کہ شریعت کے فلاں حکم سے بچنے کے لئے کیا حیلہ ہے اور فلاں کے لئے کیا۔ حتی کہ بعض لوگوں نے کِتَابُ الْحِیَل لکھ دی ہے۔ اگر وہ شریعت کو لعنت نہ سمجھتے تو اس سے بچنے کے لئے حیلے کیوں تلاش کرتے۔ وہابی کسی قدر اس سے بچے ہوئے تھے مگر دوسرے مسلمانوں نے عجیب عجیب حیلے تراشے ہوئے تھے۔ مثلاً ایک مشہور فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ قربانی کرنا عید کی نماز کے بعد سنت ہے لیکن اگر کسی کو نماز سے پہلے قربانی کرنے کی ضرورت ہو تو وہ یوں کرے کہ شہر کے پاس کے کسی گاؤں میں جا کر بکرا ذبح کر دے۔ کیونکہ عید شہر میں ہو سکتی ہے اور اس جگہ کے لئے عید کے بعد قربانی کی شرط ہے، اور وہاں سے گوشت شہر میں لے آئے۔

غرض پچھلے زمانہ میں مولویوں کا کام ہی یہ رہ گیا تھا کہ لوگوں کو حیلے بتائیں۔ اور لوگ بھی ان سے حیلے ہی دریافت کرتے رہتے تھے۔ مشہور ہے کہ کچھ لڑکوں نے مُردہ گدھے کا گوشت کھا لیا۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا۔ یہ بہت بڑا گناہ ہوا ہے۔ لڑکوں کے والدین کو چاہیئے کہ ایک شہتیر کھڑا کر کے اسے روٹیوں سے ڈھانپیں اور وہ روٹیاں خیرات کر دی جائیں۔ کسی نے کہہ دیا مولوی صاحب آپ کا لڑکا بھی ان میں شامل تھا۔ اس پر کہنے لگے کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ مَیں پھر غور کر لوں۔ آخر کہنے لگے کہ یوں بھی ہو سکتا ہے شہتیر کو زمین پر لمبا ڈال کر اس پر ایک ایک روٹی رکھ دی جائے اور اس طرح اسے ڈھانپ دیا جائے۔

(2) دوسرا وسوسہ یہ پیدا ہو رہا تھا کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ شریعت تو اصل مقصد نہیں ہے۔ اصل مقصد تو انسان کا خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ تک پہنچ گئے تو پھر شریعت پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

یہ ایک خطرناک مرض تھا جو لوگوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ صوفی کہلانے والے شریعت کے احکام پر عمل کرنا چھوڑ رہے تھے اور جب مسلمان ان سے پوچھتے کہ شریعت کے احکام پر کیوں عمل نہیں کرتے تو کہتے ہم خدا تعالیٰ تک پہنچ گئے ہیں۔ اب ہمیں شریعت کے احکام پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسی عقیدہ کا ایک آدمی ایک دفعہ میرے پاس بھی آیا تھا۔ میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ یہ فرمائیں کہ کوئی شخص کشتی میں بیٹھ کر دوسرے کنارے تک پہنچ جائے تو پھر کیا اسے کشتی میں ہی بیٹھ رہنا چاہئے یا کشتی سے اُتر جانا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جب خدا مل جائے تو پھر شریعت پر چلنے کی کیا ضرورت ہے۔ جونہی اس نے یہ بات کہی، مَیں اس کا مطلب سمجھ گیا۔ مَیں نے کہا اگر دریا کا کنارہ ہو تو بے شک کشتی کو چھوڑ کر اتر جائے۔ لیکن اگر کنارہ ہی نظر نہ آئے تو پھر کہاں اُترے۔ ایسی صورت میں اگر اُتر گیا تو غرق ہی ہوگا۔ یہ سن کر وہ بہت شرمندہ ہوا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب کوئی محدود شے تو نہیں کہ کہہ دیا جائے قرب حاصل ہو گیا ہے، اب شریعت کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شُبہ کا بھی خوب اچھی طرح ازالہ کیا اور بتایا کہ بے شک انسان کا اصل مقصد خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے شریعت پر عمل کرتے رہنا نہیں، مگر خدا تک پہنچنے کے اتنے مدارج ہیں جو ابدالآباد تک ختم نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی کہے کہ مَیں خدا تک پہنچ گیا، آگے کوئی درجہ نہیں ہے تو اس کے نزدیک گویا خدا تعالیٰ محدود ہوگا اور یہ عقیدہ کسی کا بھی نہیں ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کے قرب کے مدارج ختم نہیں ہو سکتے تو ان مدارج کو جس ذریعہ (شریعت) سے حاصل کیا جاتا ہے اسے بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔

(3) تیسرا شبہ یہ پیدا ہو رہا تھا کہ بعض لوگ اس غلطی میں مبتلا ہو گئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اعمال جزو شریعت ہیں۔ اس وجہ سے اگر کوئی مولوی کسی کا پاجامہ ٹخنے سے نیچے دیکھتا تو جھٹ کہہ دیتا کہ یہ کافر ہے۔ کھانے کے بعد کسی کو ہاتھ دھوتے دیکھا تو کہہ دیا کافر ہے۔ کیونکہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے خلاف کرتا ہے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سالن میں مسالے نہ پڑتے تھے۔ زیتون کے تیل سے روٹی کھا لیتے تھے۔ اور یہ تیل بالوں کو بھی ملا جاتا تھا۔ اس لئے کھانے کے بعد منہ پر مل لیتے۔ اب سالن میں ہلدی اور کئی قسم کے مسالے پڑتے ہیں مگر اب بھی کئی مولوی منہ پر ہاتھ ملنے کو سنّت قرار دینے والے، مسالے سے بھرے ہوئے ہاتھ منہ پر مل لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سنّت ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر تم زیتون کے تیل سے کھانا کھاؤ تو بے شک ہاتھ کھانے کے بعد منہ پر مل لو۔ اور اس کے لئے ہم بھی تیار ہیں۔ مگر تم سالن میں جب تک مسالہ ہلدی اور مرچ نہ ہو، کھاتے ہی نہیں، پھر ان مسالوں کو کون منہ پر ملے۔ ایک دفعہ مَیں نے ایک مولوی صاحب کی دعوت کی۔ کھانے کے بعد جب ہاتھ دھونے کے لئے چلمچی آئی تو انہوں نے بڑی حقارت سے اسے پرے ہٹا کر کہا یہ سنّت کے خلاف ہے مَیں ہاتھ نہیں دھوؤں گا۔ اور سالن سے بھرے ہوئے ہاتھ منہ پر مل لئے۔ درحقیقت یہ سنّت کے خلاف نہیں۔ حدیث میں صاف آتا ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور بعد میں بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس غلطی کا ازالہ یوں فرمایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کئی قسم کے ہیں۔ ایک وہ اعمال ہیں جو آپؐ ہمیشہ کرتے اور جن کے کرنے کا آپ نے دوسروں کو بھی حکم دیا اور فرمایا اس طرح کیا کرو۔ ان کا کرنا واجب ہے (2) وہ اعمال جو عام طور پر آپؐ کرتے اور دوسروں کو کرنے کی نصیحت بھی کرتے، یہ سنن ہیں۔ (3) وہ اعمال جو آپ کرتے اور دوسروں کو فرماتے کہ کر لیا کرو تو اچھے ہیں یہ مستحب ہیں (4) وہ اعمال جنہیں آپ مختلف طور پر ادا کرتے ان کا سب طریقوں سے کرنا جائز ہے (5) ایک وہ اعمال ہیں جو کھانے پینے کے متعلق تھے۔ ان میں نہ آپ دوسروں کو کرنے کے لئے کہتے اور نہ کوئی ہدایت دیتے۔ آپ ان میں عرب کے رواج پر عمل کرتے۔ ان احکام میں ہر ملک کا انسان اپنے ملک کے رواج پر عمل کر سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوہ لائی گئی جو آپ نے نہ کھائی۔ اس پر پوچھا گیا کہ اس کا کھانا حرام ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں، حرام نہیں۔ مگر ہمارے ہاں لوگ اسے کھاتے نہیں۔ اس لئے مَیں بھی اسے نہیں کھاتا۔

(بخاری کتاب الذبائح والصیدباب الضب)

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جن امور میں شریعت ساکت ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ثابت نہ ہو انہیں حتی الوسع ملک کے دستور اور رواج کے مطابق کر لینا چاہئے تا کہ خواہ مخواہ لوگوں میں نفرت نہ پیدا ہو۔ ایسے امور سنت نہیں کہلاتے۔ جوں جوں ملک کے حالات کے ماتحت لوگ ان میں تبدیلی کرتے جائیں، اس پر عمل کرنا چاہئے۔

(4) چوتھی غلطی یہ لگ رہی تھی کہ بعض لوگوں کے نزدیک شریعت صرف کلام الٰہی تک محدود تھی۔ نبی کا شریعت سے کوئی تعلق نہ سمجھا جاتا تھا جیسا کہ چکڑالوی کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق بتایا کہ شریعت کے دو حصّے ہیں۔ (1) ایک اصولی حصّہ ہے جس پر دینی، اخلاقی، تمدنی، سیاسی کاموں کا مدار ہے۔ (2) دوسرا حصہ جزئی تشریحات اور علمی تفصیلات کا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ نبیوں کے ذریعہ کراتا ہے تا کہ نبیوں سے بھی مخلوق کو تعلق پیدا ہو۔ اور وہ لوگوں کے لئے اسوہ بنیں۔ پس شریعت میں نبی کی تشریحات بھی شامل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نواں کام عبادات کے متعلق اصلاح

نواں کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبادات کی اصلاح کا کیا ہے۔ اس کے متعلق لوگوں کو

(1) اول تو یہ وسوسہ پیدا ہو گیا تھا کہ عبادت صرف دل سے تعلق رکھتی ہے جسم کو اس سے تعلق نہیں۔ چنانچہ قریباً بیس سال ہوئے ہیں کہ علی گڑھ میں ایک شخص نے لیکچر دیا۔ جس میں بیان کیا کہ اب چونکہ زمانہ ترقی کر گیا ہے اس لئے پہلے زمانہ کا طریق عبادت اس وقت قابل عمل نہیں ہے۔ اب صرف اتنا کافی ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھنا چاہے تو بیٹھے بیٹھے ذرا میز پر سر جھکا کر خدا کو یاد کر لے۔ روزہ اس طرح رکھا جا سکتا ہے کہ پیٹ بھر کر نہ کھائے۔ چند بسکٹ ایک آدھ چائے کی پیالی پی لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ عبادات کا تعلق روح سے ہے اور روح کا تعلق جسم سے ہے۔ اگر جسم کو عبادت میں نہ لگائیں گے تو قلبی خشوع نہ پیدا ہوگا۔ پس جسمانی عبادت کو فضول سمجھنا نہایت غلط طریق اور مہلک راہ ہے اور اصول

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا ایڈریس یہ ہے:
http://www.alislam.org/alfazal/d/

خلفاءِ احمدیت کی کھیلوں میں دلچسپی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30 جنوری 2009ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء احمدیت کی کھیلوں میں دلچسپی سے متعلق ایک مضمون مکرم تقی احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: طاقت ور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’انسانی روح اور جسم کا ایسا جوڑ ہے کہ ایک خرابی دوسرے پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی۔ رسول ﷺ نے اس امر میں بھی ہمارے لیے ایک عمدہ مثال قائم کی ہے اور نیکی اور تقویٰ صحت کی درستی اور ورزش کا خیال رکھنے کے خلاف قرار نہیں دیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آپ اکثر شہر سے باغات میں جا بیٹھتے تھے۔ گھوڑے کی سواری کرتے تھے، اپنے صحابہؓ کو کھیلوں میں مشغول دیکھ کر بجائے ان سے ناراضگی کا اظہار کرنے کے ان کی ہمت بڑھاتے تھے۔ مرد تو مرد آپ عورتوں کو بھی ورزش کی تلقین فرماتے۔ چنانچہ کئی مرتبہ آپ اپنی بیویوں کے ساتھ مقابلہ پر دوڑتے اور اس طرح عملاً عورتوں اور مردوں کو ورزش کی تحریک فرمائی۔ ہاں آپ ﷺ اس امر کا خیال ضرور رکھتے تھے کہ انسان کھیل ہی کی طرف راغب نہ ہو جائے اور اس امر کی تعلیم دیتے تھے کہ ورزش، مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہونا چاہئے۔ نہ کہ خود مقصد۔‘‘ (لباس التقویٰ ص 113 تا 114)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچپن سے ہی خلوت پسند طبیعت رکھتے تھے اور دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر زیادہ کھیلنے کودنے کی عادت نہیں تھی۔ تاہم اعتدال کے ساتھ اور مناسب حد تک آپؑ ورزش اور تفریح میں حصہ لیتے تھے۔ آپ بچپن میں قادیان کے کچے تالابوں میں تیراکی کیا کرتے تھے۔ آپؑ نے اوائل عمر میں گھوڑے کی سواری بھی سیکھی تھی اور اس فن میں اچھے ماہر تھے۔ کبھی کبھی غلیل سے شکار بھی کھیلا کرتے تھے۔ مگر آپ کی زیادہ ورزش پیدل چلنا تھی جو آخری عمر تک قائم رہی۔ آپ کئی کئی میل تک سیر کے لئے جایا کرتے تھے اور خوب تیز چلتے تھے۔ صحت کے خیال سے کبھی کبھی موگریوں کی ورزش بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ آپؑ کو آخری عمر میں بھی موگریاں پھیرتے ہوئے دیکھا ہے مگر یہ ساری باتیں صرف صحت اور تندرستی کی غرض سے تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو تیراکی میں بہت زیادہ دلچسپی تھی اور آپ چوٹی کے تیراک تھے۔ آپ خود بیان فرماتے ہیں: ’’میں نے کبھی کوئی کھیل نہیں کھیلا۔ میں نے صرف ایک ہی کھیل کھیلا ہے اور وہ تیرنا ہے۔ مجھ کو تیرنا خوب آتا ہے۔ بعض اوقات میں بڑے بڑے عظیم الشان دریاؤں میں بھی تیرتا تھا‘‘۔ ’’میں جوانی کے عالم میں جبکہ جہلم کا دریا جو چڑھا ہوا تھا تیر کر پار چلا جایا کرتا تھا‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

کھیلوں میں آپؓ کی دلچسپی موسم اور عمر کے مطابق بدلتی رہی۔ بچپن کے ابتدائی دَور میں آپ غلیل سے اور بعدازاں ہوائی بندوق سے قادیان کے اردگرد کے دیہات میں شکار کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایئرگن کا نشانہ آپ کا بڑا ہی صحیح تھا۔ چنانچہ اس حد تک تھا کہ زنبور جو آم پر بیٹھے ہوتے تھے۔ آپ ایک ایک کو نشانہ بنا کر گرا دیتے تھے۔ دریائے بیاس پر مرغابی کے شکار کے لئے بھی جایا کرتے تھے۔

خلافت سے پہلے بیڈمنٹن بھی کھیلا کرتے تھے۔ آپؓ کو کشتی رانی کا بھی شوق تھا اور تیراک بھی اچھے تھے۔ یہ مشقیں زیادہ تر قادیان کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ان خندق نما جوہڑوں میں ہوا کرتی تھیں جو ڈھاب کے نام سے معروف تھے۔ اور جن میں پانی تو سال بھر خشک نہ ہوتا تھا لیکن نہانے کے قابل صرف برسات کے دنوں میں ہوا کرتے۔

حضورؓ فٹ بال شوق سے کھیلتے تھے اور میروڈبہ بھی خاص شوق سے کھیلتے تھے۔ ویسے حضور ابتداءً جسمانی طور پر کمزور تھے۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں بھی حضورؓ کی صحت کی اس حالت کا ذکر آیا تھا اور غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے Cod liver oil تجویز کیا تھا۔ حضور کچھ عرصہ پہلوانی یعنی کشتی کا کرتب بھی سیکھتے رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

آپؒ پڑھائی کے ساتھ ساتھ کھیلوں میں بھی باقاعدہ شامل ہوتے تھے۔ حضورؒ خود اپنے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’میں اپنے زمانے میں ہاکی بھی کھیلتا رہا ہوں۔ اس طرح بعض اور کھیل بھی جن کا مجھے موقع ملا کھیلتا رہا ہوں یعنی فٹ بال بھی، ہاکی بھی، کرکٹ بھی، ٹینس بھی، سکواش ریکٹ بھی، میروڈبہ بھی اور گلی ڈنڈا بھی اور کلائی پکڑنا بھی کھیلتا رہا ہوں۔ ...... میں نے سیر بھی کی ہے۔ سیر بھی بہترین ورزش ہے۔ پھر سیر کی ایک شکل بہت اچھی اور صحت مند غذا کے حصول کے لئے شکار کھیلنا ہے چنانچہ میں شکار بھی کھیلتا رہا ہوں۔ پھر تیراکی بھی کرتا رہا ہوں۔ قادیان کے پاس نہریں تھیں اور بعد میں تالاب بھی بن گیا تھا لیکن نہریں بھی ہمارے قریب تھیں اس لئے کثرت سے ہم لوگ یعنی قادیان میں بسنے والے اس وقت کے نوجوان نہروں پر جایا کرتے تھے۔‘‘

بچپن سے ہی حضورؒ گھڑسواری میں دلچسپی لیتے تھے ایک دفعہ آپ گرے بھی تھے جس سے کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور ٹھیک طرح سے پھر جُڑ نہ سکی اور یہ کلائی ہمیشہ کے لئے کچھ ٹیڑھی ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بلامبالغہ ایک بہت اچھے کھلاڑی تھے۔ آپ ہر قسم کی کھیل میں حصہ لیتے تھے۔ آپ اپنے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ’’بیکار بیٹھنا میرے بس کا روگ نہ تھا۔ میں دوسرے مشاغل کی طرف متوجہ ہوتا۔ بائیسکل چلاتا، بیڈمنٹن کھیلتا، گھڑسواری اور تیراکی کرتا اور نہیں تو لمبی سیر کیلئے پیدل نکل جاتا‘‘۔ ’’سکواش ان کا مرغوب کھیل تھا۔ ان کی سکوائش کی ابتدائی کوچنگ اس وقت کے عالمی چیمپئن ہاشم خان نے کی تھی اور قیام لندن کے دوران آپ کو اپنے کالج کی طرف سے کھیلنے کا موقع بھی ملا‘‘

آپؒ کو شکار سے بھی بہت زیادہ دلچسپی تھی۔ کبڈی کے بہت شوقین اور بلامبالغہ عظیم کھلاڑی تھے۔ کبڈی کے اندرونی داؤ پیچ سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے۔ آپؒ ہی کے نام پر ہر سال طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کا انعقاد ہوتا ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں: ’’مجھے مخالف کھلاڑی کو پکڑنے کا خوب فن آتا تھا۔ پکڑنے کا یہ طریقہ میں نے ایک مشہور کھلاڑی کو دیکھ کر سیکھا تھا۔ یہ ایک طرح کی اڑتی ہوئی چھلانگ تھی جو قینچی کی طرح لگائی جاتی تھی جس سے مخالف کھلاڑی کی ٹانگیں شکنجے میں آجاتی تھیں۔ شروع بچپن ہی سے جب میری عمر بہت چھوٹی تھی میں قسما قسم کے لوگوں پر اس داؤ کی مشق کیا کرتا تھا جن میں دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ مہمان بھی شامل ہوا کرتے تھے جو اتفاق سے ہمارے گھر تشریف رکھتے ہوں۔ میں مضبوط سے مضبوط آدمی کو بھی گرالیا کرتا تھا، میری اس حرکت پر والدہ محترمہ بہت خفا ہوتیں۔ مہمانوں پر اپنی مہارت آزمانے پر کئی مرتبہ تو میری پٹائی بھی ہوئی۔ لیکن نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ بطور کھلاڑی میری مانگ بڑھ گئی۔ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہم کبڈی کھیل رہے تھے، میں نے ایک کھلاڑی پر قینچی لگائی تو اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کی ہڈی گوشت کو پھاڑ کر باہر نکل آئی ہے اور نظر آرہی ہے تو میں سناٹے میں آگیا اور وہاں سے بھاگ گیا اور شرم کے مارے کئی دن تک گھر سے نہ نکل سکا۔ میں اپنے کیے ہوئے پر سخت پشیمان تھا اور یہ سوچ کر شرمندہ بھی کہ لوگ مجھ جیسے لڑکے کے متعلق کیا کہتے ہوں گے جو لوگوں کی ٹانگیں توڑتا پھرتا ہے۔ اس واقعہ کے کچھ دن بعد میری دادی جان یعنی (حضرت امّاں جانؓ) نے فرمایا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔ مجھے اندیشہ تھا کہ وہ سخت خفا ہوں گی اور ڈانٹیں گی، لہٰذا میں نے پوری کوشش کی کہ ان کے سامنے نہ جاؤں لیکن جب انہوں نے باصرار بلا بھیجا تو میں ڈرتا ڈرتا ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے بڑے پیار سے سمجھایا کہ بیٹا تم نے کوئی دانستہ جرم تو نہیں کیا اس لئے اس قدر شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ساتھ یہ مشورہ بھی دیا کہ اگر تم ڈرتے ہو کہ پھر کسی اور کی ٹانگ نہ توڑ دو تو کبڈی کھیلنا ہی چھوڑ دو‘‘۔

بچپن میں آپؒ گھڑسواری کرتے ہوئے کئی دفعہ گرے اور چوٹیں بھی آئیں تاہم آپ ایک بہت اچھے سوار ثابت ہوئے۔ ایک ریٹائرڈ فوجی نے جو رسالے میں ملازم رہے تھے آپ کو پہلا اور آخری سبق اس سلسلے میں یہ دیا کہ ’’اپنے گھٹنوں کو گھوڑے کے جسم سے اس طرح زور سے پیوست کر دو کہ چھوٹا سا سکہ بھی اگر درمیان میں رکھ دیں تو پھسلنے نہ پائے‘‘۔ آپؒ فرماتے ہیں: ’’کام تو یہ مشکل تھا۔ لیکن میرے لئے یہ ایک طرح کی فطرت ثانیہ بن گیا۔ میں گھٹنوں کے بل گھوڑے کی کمر سے چسپاں ہوکر رہ جاتا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کب گھڑسواری شروع کی۔ گھڑسواری تو ان دنوں روزانہ کا معمول تھا۔ ایک دفعہ میں ایک نہایت عمدہ گھوڑی پر سوار تھا جو ٹریفک اور کثرت آمدورفت سے قطعاً نامانوس تھی۔ میں سادگی میں اسے سڑک پر لے گیا۔ جونہی ایک بس آئی گھوڑی خوف کے مارے بدک گئی اور دھڑام سے گرگئی۔ خوش قسمتی سے میں بس کے نیچے آنے سے تو بچ گیا لیکن اس حادثے کی یاد کے طور پر ایک نشان آج تک میرے بدن پر موجود ہے‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور انور کے بارہ میں آپ کے خاندان کے افراد کے بیان کے مطابق پتہ چلتا ہے کہ آپ شکار بہت شوق سے کرتے ہیں، پیدل چلنے اور سیر کے شوقین ہیں۔ آپ ہی کا ارشاد ہے کہ: ’’واقفین نو کو روزانہ کوئی نہ کوئی کھیل کھیلنی چاہئے۔ جس کا دورانیہ کم از کم ایک گھنٹہ ہو۔ مزید فرمایا کہ کھیل سے صحت ٹھیک رہے گی لہٰذا کھیل کو اپنا معمول بنائیں‘‘۔ (مشعل راہ جلد پنجم)

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ اپریل 2008ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اک عمر سے دُنیا کو تھا ارمانِ خلافت
افسوس نظر آیا نہ امکانِ خلافت
سو سال سے گو تاک میں اغیار ہیں بیٹھے
سو سال سے اللہ ہے نگہبانِ خلافت
ہم جسم ہیں اور جان خلافت میں ہے اپنی
زندہ ہمیں کر دیتا ہے عنوانِ خلافت
اس سائے میں عافیت و آرام بہت ہے
تا حدِ زمیں پھیلا ہے دامانِ خلافت

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ اگست 2008ء میں مکرم سید طاہر احمد زاہد صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

خلافت کا دیکھو عجب معجزہ ہے
وہ بندہ ہے اس میں خدا بولتا ہے
جو دیکھیں تو ملتی ہے آنکھوں کو ٹھنڈک
وہ بولے تو کانوں میں رس گھولتا ہے
خلافت وہ امید کی روشنی ہے
اندھیروں میں جس نے اُجالا کیا ہے
خلافت ہی وہ نور انسانیت ہے
کہ جینے کا جس نے سلیقہ دیا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

29th April 2011 – 5th May 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 29th April 2011

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:30 Insight & Science and Medicine Review
01:05 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st December 1996.
02:05 Historic Facts
03:00 T arjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1995.
04:30 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 28th July 2006.
06:05 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Historic Facts
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class with Huzoor, recorded on 9th January 2011.
08:10 Siraiki Service
09:00 Rah-e-Huda: rec. on 23rd April 2011.
10:30 Indonesian Service
12:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15 Tilawat
13:30 Dars-e-Hadith
13:45 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
14:00 Seerat Sahabiyat-e-Rasool
14:30 Live Bengali Service
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd November 2005.
19:25 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiq'ahi Masa'il: discussing issues related to Islamic jurisprudence.
20:35 Friday Sermon [R]
21:50 Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 30th April 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:35 International Jama'at News
01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st January 1997.
02:15 Fiq'ahi Masa'il
02:50 Friday Sermon: rec. on 29th April 2011.
04:00 Seerat Sahabiyat-e-Rasool
04:25 Rah-e-Huda: rec. on 23rd April 2011.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Yassarnal Qur'an
07:35 Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor, on 29th July 2006, from the ladies Jalsa Gah.
08:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests.
09:30 Friday Sermon [R]
10:55 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:45 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:45 Live Bengali Service
15:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class with Huzoor, recorded on 30th April 2011.
17:20 Live Rah-e-Huda
19:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class [R]
20:25 Faith Matters: an English question and answer programme.
21:30 International Jama'at News
22:15 Intikhab-e-Sukhan [R]
23:20 Rah-e-Huda [R]

Sunday 1st May 2011

00:55 Friday Sermon: rec. on 29th April 2011.
02:10 Tilawat
02:25 Dars-e-Hadith
04:05 Friday Sermon [R]
05:05 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:10 Dars-e-Hadith
06:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class with Huzoor, recorded on 30th April 2011.
07:30 Children's Corner
08:00 Faith Matters
09:10 Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor, on 30th July 2006.
10:10 Indonesian Service
11:15 Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon, recorded on 16th February 2007.
11:55 Tilawat
12:10 Yassarnal Qur'an
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Friday Sermon [R]
14:15 Live Bengali Service
16:30 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class [R]
19:25 Real Talk
20:30 Spotlight: with Dr. Ijaz Qamar
21:00 Jalsa Salana United Kingdom [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Ashab-e-Ahmad

Monday 2nd May 2011

00:00 MTA World News
00:25 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
01:00 International Jama'at News
01:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
02:00 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th January 1997.
03:40 Friday Sermon: rec. on 29th April 2011.
04:45 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:25 International Jama'at News
07:00 Seerat-un-Nabi (saw)
07:40 Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist with Huzoor, recorded on 15th January 2011.
08:45 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th December 1997.
09:45 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 18th February 2011.
11:05 MTA Variety
11:45 Tilawat
12:00 International Jama'at News
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 29th July 2005.
15:20 MTA Variety [R]
16:20 Rah-e-Huda
18:30 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th January 1997.
20:40 International Jama'at News
21:15 Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
22:25 MTA Variety [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Tuesday 3rd May 2011

00:10 Seerat-un-Nabi
00:55 Tilawat
01:15 Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th January 1997.
03:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th December 1997.
04:15 Seerat-un-Nabi
05:00 Jalsa Salana United States: concluding address delivered by Huzoor, on 3rd September 2006.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Science and Medicine Review & Insight
07:05 Discover Alaska
07:40 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 16th January 2011.
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 28th June 1996.
10:05 Indonesian Service
11:05 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 18th June 2010.
12:35 Tilawat
12:45 Zinda Log
13:15 Science and Medicine Review & Insight
13:45 Bangla Shomprochar
14:45 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 19th September 2004.
15:30 Historic Facts
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 29th April 2011.
20:30 Science and Medicine Review & Insight
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 4th May 2011

00:05 MTA World News
00:40 Tilawat
00:50 Dars-e-Malfoozat
01:05 Yassarnal Qur'an
01:30 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th February 1997.
02:35 Learning Arabic
03:00 MTA World News
03:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 28th June 1996.
05:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 19th September 2004.
06:05 Tilawat
06:20 Dua-e-Mustaja'ab
06:55 Yassarnal Qur'an
07:30 Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham: a discussion on the teachings of Hadhrat Isa (as).
08:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class with Huzoor, recorded on 30th April 2011.
09:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 2nd November 1996.
10:25 Indonesian Service
11:30 Swahili Service
12:30 Tilawat
12:45 Dars-e-Hadith
13:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:35 Friday Sermon: rec. on 5th August 2005.
14:30 Bangla Shomprochar
15:40 Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:20 Fiq'ahi Masa'il
17:00 Dars-e-Hadith [R]
17:25 Attractions of Australia
18:00 MTA World News
18:20 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd November 2005.
19:10 Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:45 Real Talk
20:50 Yassarnal Qur'an [R]
21:15 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Thursday 5th May 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:45 Dars-e- Hadith
01:05 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th February 1997.
02:10 Fiqahi Masail
03:00 Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham: a discussion on the teachings of Hadhrat Isa (as).
03:30 Friday Sermon: rec. on 5th August 2005.
04:55 Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor, on 28th December 2006.
06:00 Tilawat
06:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat class with Huzoor, recorded on 22nd January 2011.
07:25 Yassarnal Qur'an
07:55 Faith Matters
09:00 Qur'anic Archaeology
10:00 Indonesian Service
11:05 Pushto Service
11:55 Tilawat
12:15 Zinda Log
12:40 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 29th April 2011.
13:45 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th May 1995.
14:55 Moshaa'irah
16:10 Dars-e- Malfoozat
16:25 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an
18:25 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 27th July 2007.
19:20 Qur'anic Archaeology
20:05 Faith Matters [R]
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat class [R]
22:20 Tarjamatul Qur'an class [R]
23:30 Dars-e- Malfoozat [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 Friday 22 April, 2011 Issue No. 16

جماعت احمدیہ بینن کے

جلسہ سالانہ کا شاندار اور کامیاب انعقاد

مختلف موضوعات پر پُر مغز تقاریر۔ چار لوکل زبانوں میں جلسہ کا انعقاد۔

جلسہ گاہ کے علاقہ کے امام کا 18 افراد سمیت قبول احمدیت

(رپورٹ ۔ ناصر احمد محمود طاہر ، مبلغ سلسلہ بینن)

جماعت احمدیہ بینن کو امسال اپنا جلسہ سالانہ 19,18,17 دسمبر 2010ء کو پورتو نووو (portonovo) شہر سے 5 کلومیٹر کے فاصلے پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جگہ کو جلسہ سالانہ کیلئے صاف کر کے یہاں مین سڑک کے ساتھ اور پھر پنڈال کے شروع میں دو بڑے گیٹوں اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے مزین کیا گیا تھا اور پنجابی، انگریزی سمیت بینن میں بولی جانے والی 5 زبانوں میں جی آیاں نوں اور welcome کے بینرز لگائے گئے تھے۔

جلسہ سالانہ کا افتتاح

مورخہ 17 دسمبر کو 4 بجے سہ پہر محترم امیر صاحب بینن نے لوائے احمدیت جبکہ افسر جلسہ سالانہ مکرم لقمان بصیرو نے لوائے بینن لہرایا جس کے بعد دعا ہوئی اور تمام عوام وخواص جلسہ گاہ پہنچے اور 4.30 بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔

پہلے سیشن کی صدارت مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے کی۔ تلاوت ونظم کے بعد جلسہ پر آئی ہوئیں حکومتی اتھارٹیز نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نمائندہ مئیر سیمے پوجی (seme kpodji)۔ نمائندہ گورنر صوبہ اوئیچے پلاتو۔ بینن کنگز کونسل کے نیشنل سیکرٹری جناب GANGOUR SUAMBOU نے تقاریر کیں اور جماعت کی انسانیت کے لئے خدمات کی تعریف کی۔

اس کے بعد مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے ''اسلام امن وآشتی کا مذہب ہے'' کے موضوع پر افتتاحی تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں اسلام سے قبل انسانیت کی تاریخ خون ریزی کے حوالے سے قابیل ہابیل کی لڑائیاں، قیصر وکسریٰ کی جنگیں، خانہ کعبہ کی تعمیرِ نو اور بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میدان میں قربانیوں کا تفصیلاً ذکر کیا۔ اور قرآن کریم کی متعدد آیات کو پیش کر کے صلہ رحمی اور امن کی تعلیم کو پیش کیا اور افتتاحی دعا کروائی۔

آپ کی افتتاحی تقریر کے بعد ایک دوست اپنی پوری فیملی کے ساتھ اسلام احمدیت میں داخل ہوئے۔

نماز مغرب وعشاء اور کھانے کے بعد mta کی live نشریات پروجیکٹر پر دکھائی گئیں جو ناظرین کے لیے خاص دلچسپی کا موجب رہیں۔ اس طرح جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا اختتام ہوا۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد، نماز فجر اور درس سے ہوا۔

آج کے پہلے سیشن کا آغاز صبح 9.30 بجے مکرم خالد محمود صاحب امیر جماعت بورکینا فاسو کی صدارت میں شروع ہوا ۔ تلاوت ونظم کے بعد جناب Chief Cabinet of the Supreme Courte Benin HONVO RAOFOU نے تقریر کی جس میں آپ نے جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے بارہ میں تفصیلی ذکر کرتے ہوئے تمام حاضرین جلسہ کو کہا کہ آپ خوش قسمت قوم ہیں جنہیں خلافت کی قیادت میّسر ہے اور لندن میں جو کچھ دیکھ کر آیا ہوں وہ میرے لئے ایک ناقابل فراموش visit ہے آپ لوگ خطہ ارض پر ایک ایسی منظّم جماعت ہیں جس کی مثال نہیں۔

مکرم ناؤفو کے اظہار خیال کے بعد مکرم حسینی آلیو صاحب لوکل مشنری بینن نے ''قرآن کریم ایک عالمگیر مصلح'' کے عنوان پر تقریر کی جس میں قرآن کریم، احادیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے واضح کیا کہ قرآن کریم کی تعلیم فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

مکرم خالد محمود صاحب امیر جماعت بورکینا فاسو نے ''امن عالم کے استحکام کے لئے جماعت احمدیہ کی قربانیاں'' کے عنوان پر تقریر کی۔

آپ نے اپنے خطاب میں اسلام کی قرون اولیٰ کی قربانیوں کا تعلق احیاء اسلام کے لئے قرون ثانیہ کی قربانیوں سے جوڑتے ہوئے سامعین کو تلقین کی کہ اگر ہم اسلام کا سر بلند کرنا چاہتے ہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کا ساری دنیا میں بول بالا ہو تو ہمیں قرآنی تعلیم کی احیاء کے لئے قربانیاں دینی پڑیں گی جس کے لئے ہمیں ہر وقت تیار رہنا ہے۔

دوسرے دن کا دوسرا سیشن مکرم عبدالخالق نیّر صاحب مشنری انچارج نائیجیریا کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد نائیجیریا کے نائب امیر مکرم ومحترم ایوبا صاحب نے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی'' کے عنوان پر تقریر کی۔ جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھروں کی تربیت، ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی روحانی ترقی کی فکر نیز ماحول اور بچوں کو پاکیزگی بخشنے کے واقعات بتاتے ہوئے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل وعیال کی تربیت کا نتیجہ ہی تھا کہ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا اگر آدھا دین سیکھنا ہے تو عائشہؓ سے سیکھ لو۔

آپ کی یہ تقریر لوکل زبان یوروبا میں تھی جسے عوام و خواص نے خوب سراہا۔ اس تقریر کے بعد مکرم عبدالخالق نیّر صاحب نے ''حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عظیم الشان مشن'' کے موضوع پر تقریر کی۔

آپ نے اپنی تقریر میں سورۃ فتح اور سورۃ صف کی پیشگوئی کے مطابق حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے زمانہ میں کرتے ہوئے احادیث کی رو سے مسیح اور مہدی کا ایک وجود ہونا ثابت کیا اور پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا اعلان سنایا کہ آپ کی آمد تمام گزشتہ انبیاء کی آمد ہے کیونکہ آپ کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کی حیثیت سے ہے۔

لوکل زبانوں میں جلسہ جات

جلسہ میں آج کا ایک اور بہت ہی دلچسپ پروگرام یوربا، گوں، باریبا اور ڈنڈی بینن کے طول وعرض کی چار بنیادی لوکل زبانوں میں جلسہ جات کا انعقاد تھا۔ مذکورہ ہر زبان کے جلسہ کی صدارت کے لئے نیشنل مجلس عاملہ اور محترم امیر صاحب کی طرف سے افراد مقرر تھے اور عنوان ''قیام صلوٰۃ'' اور ''انفاق فی سبیل اللہ'' تھا۔ یہ جلسے رات 9.00 بجے سے 11.30 بجے تک جاری رہے اور احباب نے خوب جوش وخروش اور دلچسپی سے ان میں حصہ لیا اور انہیں خوب سراہا۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن

اس دن کا آغاز بھی بفضلہٖ تعالیٰ جماعتی روایات کے مطابق نماز تہجد، نماز فجر اور درس سے ہوا۔ جلسے کا آخری سیشن صبح 9.00 بجے زیر صدارت مکرم ومحترم امیر صاحب نائیجیریا شروع ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد آج کے سیشن میں ہی صدارتی خطاب سے قبل جلسہ میں شامل حکومتی نمائندوں اور معزز مہمانوں نے اظہار خیال کیا۔ نیز مکرم دامبابا محمد صاحب جو مشیر خاص صدر مملکت برائے انٹرنیشنل افیئرز ہیں نے بھی تقریر کی۔ محترم دامبابا صاحب بھی 2010ء کے جلسہ سالانہ لندن میں شرکت کر کے حضور اقدس کے ساتھ ملاقات کا شرف پا چکے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ امسال کے جلسہ کا جو آپ لوگوں نے عنوان ''اسلام امن کا مذہب ہے'' رکھا ہے نہایت ہی دلچسپ اور آج کے دور کی ضرورت ہے خصوصاً ایسے دور میں جبکہ اسلام مخالف طاقتوں کا ہمارے دین کو بدنام کرنے کا خوب زور ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس مضمون کو حقیقی طور پر پیش بھی آپ لوگ ہی کر سکتے ہیں جن کا نعرہ ہے love for all hatered for none اور نہ صرف نعرہ بلکہ عمل بھی ہے کیونکہ مَیں تو لندن جلسہ پر اس کا واضح اطلاق دیکھ کر آیا ہوں اور میرا یقین ہے کہ اگر آج امن عالم قائم ہوگا تو اسلام احمدیت کے ذریعہ ہی قائم ہوگا اور اب اگر دنیا امن کا منہ دیکھنا چاہتی ہے تو وہ آپ کی جماعت کے ذریعہ ہی دیکھے گی کیونکہ آپکی قیادت (حضرت خلیفۃ المسیح کی ہستی) خداداد ہے، اور جماعت کا عملی کردار امن کا گہوارہ ہے۔

کنگ آف پورتو نووو جناب اونی کوئی آبے ساں نے سٹیج پر تشریف لا کر اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا کہ جب سے مَیں آیا ہوں ایک چیز کو آپ کے اندر محسوس کر رہا ہوں اور اس کا اظہار کئے بغیر مَیں رہ نہیں سکتا۔ وہ یہ کہ اسلام واحمدیت کی ترقی اور خلافت سے محبت، آج کے جلسہ اور گزشتہ 6,5 سال پرانے جلسوں میں نمایاں فرق ہے تربیت کے لحاظ سے، منظّم ہونے کے لحاظ سے، ایمانی جذبہ اور قوت اتحاد ہونے کے لحاظ سے۔ جب میں اس سیشن میں دیکھ رہا تھا کہ جوں جوں نعرہ ہائے تکبیر اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے نعرے بلند ہوتے تو ان کا جواب آپ لوگ نہ صرف پر جوش آواز میں بلکہ منظّم یکجہتی کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے ہوئے اپنی ایمانی مضبوطی کی شہادت بھی دے رہے تھے۔ پس میں صدق دل سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اگر اسلام سیکھا ہے تو ہم نے احمدیت کے ذریعہ، خدا پایا ہے تو خلافت اور خلیفہ کی برکت سے۔

محترم کنگ آف porto novo کے اظہار خیال کے بعد محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ مکرم لقمان بصیرو صاحب نے ''ایک اچھے لیڈر کی خصوصیات اور اس کی پہچان'' کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں قرآن کریم کی آیات، احادیث مبارکہ اور تاریخی واقعات سے بیان کیا کہ انتخاب کے وقت دیانتدار، عادل، فیصلہ کن شخصیت کو چننا چاہیئے۔ پھر آپ نے بتایا کہ سورۃ النساء 60: کا مضمون ہمیں بتاتا ہے کہ لیڈر اور عوام کے درمیان کشیدگی مناسب نہیں عوام کو اطاعت کے دائرہ میں اپنی اچھی مثال پیش کرنی چاہیئے اور لیڈرز کو انسانیت کے اصولوں پر رہنا ضروری ہے۔

مکرم ومحترم لقمان بصیرو صاحب کی تقریر کے بعد جلسہ سالانہ کی آخری تقریر مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے ''انسانیت کی قدر ومنزلت میں اسلام کا کردار'' کے موضوع پر لوکل زبان یوروبا میں کی جسے لوگوں نے خوب پسند کیا۔

آپ نے اپنی تقریر میں اسلام سے پہلے کے حالات اور انسان کی قدر ومنزلت خصوصاً عورتوں اور بچوں نیز یتیموں بیواؤں اور غلاموں کے حوالے سے بیان کرنے کے بعد آنحضورؐ کی آمد اور پھر طبقہ وار انسان کی قدردانی کی ترقی کو سیرۃ النبیؐ اور ارشادات رسولؐ سے پیش کیا نیز اس ضمن میں قرآن کریم کے راہنما اصول بیان کئے کہ فی زمانہ بلکہ قیامت تک کے لئے ان کا اطلاق کیسے ممکن ہے۔

امسال جلسہ سالانہ کی حاضری 2833 رہی جبکہ بینن کے کل 9 ریجنز کی 188 جماعتوں سے لوگوں نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ جلسہ کی کارروائی کا 3 لوکل زبانوں میں ترجمہ بھی پیش کیا جاتا رہا۔ جلسہ گاہ کے علاقہ کے ایک امام نے 18 افراد سمیت بیعت کی توفیق پائی۔ اور بینن کے طول وعرض میں بولی جانے والی چار لوکل زبانوں میں الگ الگ جلسہ جات کا انعقاد بھی ہوا۔

اللہ تعالیٰ ان جلسوں کا انعقاد بہت ہی بابرکت فرمائے اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔ آمین

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)